إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ قف

# تعلیم الدین

پانچواں حصہ

اسلامی عقائد ۔ مسائل ۔ سیرتِ عشرۂ مبشرہ ۔ آداب واخلاق

قیامت کی نشانیاں، جنگِ آزادی کی تاریخ

مکتب کے بچے، اسکول اور کالج میں پڑھنے والے
اور عام مسلمانوں کے لیے فائدہ کی کتاب

از
مفتی محمود صاحب بارڈولی
مولانا اسماعیل صاحب کاپودروی

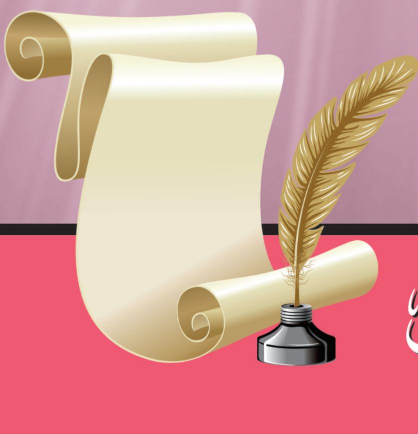

ناشر
نورانی مکاتب

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَام

# تعلیم الدین

## پانچواں حصہ

دینِ اسلام کی بنیادی اور ضروری باتیں سکھانے والی آسان کتاب

مکتب کے بچے، اسکول اور کالیج میں پڑھنے والے اور عام مسلمانوں کے لیے فائدہ کی کتاب

اسلامی عقائد

مسائل

سیرتِ عشرہ مبشرہ

آداب واخلاق

قیامت کی نشانیاں، جنگِ آزادی کی تاریخ

از

مفتی محمود صاحب بارڈولی

مولانا اسماعیل صاحب کاپودروی

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

## تفصیلات


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | تعلیم الدین (پانچواں حصہ) |
| از | : | مولانا اسماعیل صاحب کاپودروی ومفتی محمود صاحب بارڈولی |
| ناشر | : | نورانی مکاتب |
| صفحات | : | 144 |
| طبعِ اول | : | جنوری ۲۰۲۱ء |


## ملنے کے پتے


| | |
|---|---|
| مولانا یوسف صاحب بھانا، محمود نگر، ڈابھیل | 9558174772 |
| مدرسۃ گلشنِ خدیجۃ الکبریٰ، اون، سورت | 9714814566 9898371086 |
| دار المکاتب کاپودرا | 9712005458 9824289750 |
| مولانا صدیق احمد ابن مفتی محمود صاحب حافظ جی، مدرسہ فاطمۃ الزہراء، دیسائی نگر، مریم مسجد، بارڈولی، سورت، گجرات۔ | 8140238304 |

# فہرستِ مضامین


| نمبر شمار | عناوین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ❁ | پیش لفظ | ۱۱ |
| | **پہلا باب: اسلامی عقائد** | |
| ۱ | مسلمانوں کے مختصر اعقیدے | ۱۵ |
| ۲ | مسلمانوں کے مختصر امتیازی عقیدے | ۲۲ |
| | **دوسرا باب: ضروری مسائل** | |
| ۳ | روزے کا بیان | ۲۶ |
| ۴ | روزے کی فضیلت | ۲۸ |
| ۵ | رمضان المبارک | ۲۸ |
| ۶ | سوالات اور جوابات | ۲۹ |
| ۷ | نیت کا بیان | ۳۱ |
| ۸ | روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان | ۳۲ |
| ۹ | روزے کی قضا کا بیان | ۳۳ |
| ۱۰ | کفارے کا بیان | ۳۵ |
| ۱۱ | اعتکاف کا بیان | ۳۶ |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۲ | منّت ماننے کا بیان | ۳۹ |
| ۱۳ | زکوٰۃ کا بیان | ۴۱ |
| ۱۴ | نصاب کا بیان | ۴۲ |
| ۱۵ | مسائل | ۴۴ |
| ۱۶ | زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان | ۴۵ |
| ۱۷ | زکوٰۃ کے مَصرَف کا بیان | ۴۷ |
| ۱۸ | مسائل | ۴۹ |
| ۱۹ | صدقۂ فطر کا بیان | ۵۰ |
| ۲۰ | صدقۂ فطر کی مقدار | ۵۰ |
| ۲۱ | صدقۂ فطر واجب ہونے کا وقت | ۵۱ |
| ۲۲ | سوالات وجوابات | ۵۱ |
| ۲۳ | قربانی کے مسائل | ۵۳ |
| ۲۴ | قربانی کا جانور اور اس کے حصے | ۵۵ |
| ۲۵ | نیت اور تقسیم | ۵۵ |
| ۲۶ | قربانی کا گوشت | ۵۸ |
| ۲۷ | قربانی کا چمڑا | ۵۹ |
| ۲۸ | قربانی کرنے کا طریقہ | ۶۰ |
| ۲۹ | حج کا بیان | ۶۱ |

| | | |
|---|---|---|
| ۳۰ | حج کی فضیلت | ۶۱ |
| ۳۱ | حج کے فرائض | ۶۲ |
| ۳۲ | حج کی قسمیں | ۶۲ |
| ۳۳ | عمرہ کا بیان | ۶۳ |
| ۳۴ | احرام میں جو چیزیں منع ہیں | ۶۳ |


# تیسرا باب: سیرت

## عشرۂ مبشرہ کا مختصر تعارف


| | | |
|---|---|---|
| ۳۵ | عشرۂ مبشرہ | ۶۷ |
| ۳۶ | حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ | ۶۸ |
| ۳۷ | چلتے پھرتے شہید | ۶۹ |
| ۳۸ | طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کرلی | ۶۹ |
| ۳۹ | حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ | ۷۰ |
| ۴۰ | حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حواری | ۷۰ |
| ۴۱ | حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ | ۷۱ |
| ۴۲ | احد کی لڑائی میں استقامت اور فرشتوں کا ان کی مدد کرنا | ۷۱ |
| ۴۳ | آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کی | ۷۲ |

| | | |
|---|---|---|
| ۴۴ | سید المسلمین ؛ یعنی مسلمانوں کے سردار | ۷۳ |
| ۴۵ | ایک تاریخی ([illegible]) نکاح | ۷۴ |
| ۴۶ | حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ | ۷۵ |
| ۴۷ | اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ماں نے کھانا پینا چھوڑ دیا | ۷۵ |
| ۴۸ | حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ایک خاص خوبی | ۷۶ |
| ۴۹ | اسلامی جہاد کی تاریخ میں سب سے پہلا تیر چلانے والے | ۷۶ |
| ۵۰ | حضرت سعد رضی اللہ عنہ ''مستجاب الدعوات'' تھے | ۷۷ |
| ۵۱ | ایک عبرت ناک واقعہ | ۷۷ |
| ۵۲ | حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ | ۷۸ |
| ۵۳ | حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے میں آپ رضی اللہ عنہ کی قربانی | ۷۹ |
| ۵۴ | ایک حیرت انگیز قصہ | ۸۰ |
| ۵۵ | حضرت ابوعبیدہ ابن الجرّاح رضی اللہ عنہ | ۸۲ |
| ۵۶ | آپ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ نبوت سے ''امین'' ہونے کا پروانہ ملا | ۸۲ |
| ۵۷ | آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنے دانت کی قربانی | ۸۲ |
| ۵۸ | حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا دل دہلا دینے والا ایک واقعہ | ۸۳ |
| ۵۹ | طاعونِ عمواس اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی وفات | ۸۵ |
| ۶۰ | طاعون سے بچانے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط | ۸۵ |
| ۶۱ | حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا جواب | ۸۶ |

| | | |
|---|---|---|
| ۶۲ | جواب پڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو | ۸۶ |
| ۶۳ | حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی وفات | ۸۷ |
| ۶۴ | حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر | ۸۸ |


## چوتھا باب: آداب و اخلاق


| | | |
|---|---|---|
| ۶۵ | سڑک کے حقوق | ۹۰ |
| ۶۶ | پبلک مقامات پر لعنتی لوگ | ۹۱ |
| ۶۷ | راستے سے کانٹے اُٹھانے والا | ۹۲ |
| ۶۸ | عزت کی حفاظت | ۹۳ |
| ۶۹ | بال دور کرنے کا بیان | ۹۳ |


## پانچواں باب: متفرقات


| | | |
|---|---|---|
| ۷۰ | قیامت کی نشانیاں | ۹۷ |
| ۷۱ | قیامت کی دس بڑی نشانیاں | ۱۰۰ |
| ۷۲ | دجال کا ظاہر ہونا | ۱۰۱ |
| ۷۳ | آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور دجال کا قتل | ۱۰۳ |
| ۷۴ | حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا | ۱۰۴ |

| | | |
|---|---|---|
| ۷۵ | یاجوج ماجوج | ۱۰۶ |
| ۷۶ | دَابَۃُ الْاَرْض | ۱۰۹ |
| ۷۷ | دخان؛ یعنی دھوئیں کا نکلنا | ۱۱۱ |
| ۷۸ | آگ کا نکلنا | ۱۱۳ |
| ۷۹ | زمین کا دھنسنا | ۱۱۴ |
| ۸۰ | سورج کا مغرب سے نکلنا | ۱۱۵ |
| ۸۱ | ہندوستان میں اسلام کی شروعات | ۱۱۸ |
| ۸۲ | ہندوستان میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آمد | ۱۱۹ |
| ۸۳ | وہ جس کو گالیاں سن کر دعا دینے کی عادت تھی | ۱۱۹ |
| ۸۴ | طائف کی دعا کی برکت سے ہندوستان میں اسلام | ۱۲۰ |
| ۸۵ | ہندوستان میں آنے والے صحابۂ کرام، تابعین اور تبعِ تابعین رضی اللہ عنہم کی تعداد | ۱۲۱ |
| ۸۶ | ہندوستان پر تقریباً ساڑھے سات سو (۷۵۰) سالہ مسلمانوں کی خود مختار حکومت | ۱۲۲ |
| ۸۷ | خاندانِ غلامان کی حکومت | ۱۲۲ |
| ۸۸ | خلجی خاندان | ۱۲۳ |
| ۸۹ | تغلق خاندان | ۱۲۳ |
| ۹۰ | سید خاندان | ۱۲۳ |

| | | |
|---|---|---|
| ۹۱ | لودھی خاندان | ۱۲۳ |
| ۹۲ | سوری خاندان | ۱۲۳ |
| ۹۳ | مغل خاندان (پہلا دور) | ۱۲۴ |
| ۹۴ | (دوسرا دور) | ۱۲۴ |
| ۹۵ | ہندوستان کی آزادی کی مختصر تاریخ اور اس میں مسلم عوام اور علما کی قربانیاں | ۱۲۵ |
| ۹۶ | ۱۶۰۰ء سے ۱۸۰۳ء تک کا زمانہ | ۱۲۵ |
| ۹۷ | انگریز کے بھارت میں آنے کا مقصد اور ایسٹ انڈیا کمپنی | ۱۲۵ |
| ۹۸ | انگریزوں سے با قاعدہ سب سے پہلی جنگ | ۱۲۶ |
| ۹۹ | سلطان حیدر علی اور آپ کے بیٹے ٹیپو سلطان شہیدؒ کی انگریز کے ساتھ جنگ | ۱۲۷ |
| ۱۰۰ | انگریز کا دہلی کی طرف آگے بڑھنا | ۱۲۸ |
| ۱۰۱ | ۱۸۰۳ء سے ۱۸۵۷ء کا زمانہ | ۱۲۹ |
| ۱۰۲ | انگریز کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ | ۱۲۹ |
| ۱۰۳ | جنگِ آزادی کی تاریخ اور مسلمانوں کی قربانیاں | ۱۳۰ |
| ۱۰۴ | ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء کا زمانہ | ۱۳۰ |
| ۱۰۵ | انگریزوں کے خلاف بغاوت کا فتویٰ اور اکتیس علما کے اس پر دستخط | ۱۳۰ |
| ۱۰۶ | شاملی کی میدان میں انگریز کے خلاف لڑائی | ۱۳۱ |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۰۷ | انگریز کے مظالم | ۱۳۱ |
| ۱۰۸ | ریشمی رومال تحریک اور مالٹا | ۱۳۲ |
| ۱۰۹ | بے مثال قومی اتحاد | ۱۳۳ |
| ۱۱۰ | مختلف ممالک میں انگریزوں کے خلاف امداد کی غرض سے محنت | ۱۳۳ |
| ۱۱۱ | ترکِ موالات، عدمِ تعاون (Non cooperation) کا فتویٰ | ۱۳۵ |
| ۱۱۲ | ترکِ موالات اور عدمِ تعاون کی تحریک کیا ہے؟ | ۱۳۵ |
| ۱۱۳ | دوسری تحریکیں | ۱۳۶ |
| ۱۱۴ | عجیب وغریب منظر | ۱۳۸ |
| ۱۱۵ | اشفاق اللہ خان کو ۲۷ رسال کی عمر میں پھانسی | ۱۳۹ |
| ۱۱۶ | جنگِ آزادی کے چند بڑے بڑے ہیرو | ۱۳۹ |
| ۱۱۷ | دہلی کے انڈیا گیٹ پر مجاہدینِ آزادی کے نام | ۱۴۳ |

# پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، أما بعد!

الحمد للہ! تعلیم الدین کے چار حصے چھپ کر منظرِ عام پر آگئے، اللہ تعالیٰ نے اس کو امید سے بڑھ کر مقبولیت عطا فرمائی اور بہت سارے حضرات نے حوصلہ افزا عجیب وغریب تاثرات پیش کیے، بہت ساری مساجد اور بہت سارے گھروں میں باقاعدہ اس کی تعلیم شروع ہوگئی اور نورانی مکاتب کے علاوہ بہت سارے مکاتب میں اس کو داخلِ نصاب کیا گیا، فللہ الحمد علی ذلک.

کچھ تاثرات یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

۸،۹/جنوری ۲۰۲۱ء بندے کو حضرت مولانا قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت وملاقات کی نیت سے الہ آباد حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، اس موقع پر حضرت کی خدمت میں ”بچوں کو پڑھانے کا طریقہ“، ”محفوظات کا آسان نصاب“ اور ”بچوں کا تحفہ“ کے ساتھ ”تعلیم الدین“ کے چار حصے بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، حضرت بے انتہا خوش ہوئے اور دو دن کے قیام کے درمیان تقریباً دو تین مجلسوں میں علما اور حاضرینِ مجلس کے سامنے اس کا تذکرہ فرمایا اور ایک عجیب جملہ ارشاد فرمایا کہ: ”یہ الہامی کام ہو رہا ہے“۔

ایک مجلس میں وہاں کے حدیث کے ایک قدیم استاذ مولانا مقصود احمد کے سامنے فرمایا کہ: ”یہ سب بنیادی باتیں تو بڑوں کو بھی معلوم نہیں ہیں، یہ کتاب بچوں کے

ساتھ بڑوں کے لیے بھی ان شاء اللہ! مفید ثابت ہوگی اور فرمایا کہ: اس کو میں ان شاء اللہ! مکمل دیکھوں گا، آپ کی جو کتاب بھی آتی ہے میں اس کو برابر دیکھتا ہوں''۔

مدرسہ عربیہ امدادیہ مرادآباد کے شیخ الحدیث حضرت مولانا اسجد ندوی دامت برکاتہم رقم طراز ہیں کہ:

''تعلیم الدین کے عنوان سے جو نصابی سلسلہ آپ کا مرتب کردہ ہے، اس حقیر کو بہت پسند آیا اور دل سے آپ کے لیے کلماتِ دعاوتشکر جاری ہوئے''۔

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کشمیری دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں پیش کیا تو دیکھتے ہی فرمایا کہ: ''ماشاء اللہ! طباعت بہت معیاری ہے''۔

اللہ کے فضل وکرم سے اس کا اچھا خاصا کام لاک ڈاؤن کے زمانے میں ہوا، اب یہ پانچواں حصہ امّت کی خدمت میں پیش ہے، اور عنقریب چھٹا حصہ ان شاء اللہ! امت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

حق تعالیٰ اس مبارک سلسلے کو بے انتہا مقبول و عام فرمائے اور امّت کے ایمان واسلام کی حفاظت کا اس کو ذریعہ بنائے، آمین۔

اس کتاب کو تیار کرنے میں جن حضرات نے جس طرح کا بھی تعاون کیا اللہ تعالیٰ ان تمام کو دارین میں بہترین بدلہ عطا فرمائے اور اپنی رضا کا ذریعہ بنائے، آمین۔

(حضرت مفتی) محمود (صاحب) حافظجی

مؤرخہ: ۵؍جمادی الاخریٰ ۱۴۴۲ھ

مطابق: ۱۹؍جنوری ۲۰۲۱ء

پہلا باب

# اسلامی عقیدے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مسلمانوں کے مختصر عقیدے

(۱) صرف ایک حقیقی معبود اللہ تعالیٰ ہی ہمارے اور سارے عالم کے پیدا کرنے والے ہیں۔

(۲) اسی اللہ تعالیٰ میں کمال اور بڑائی کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔

(۳) وہی اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیب اور نقصان و کمی سے پاک ہیں۔

(۴) قرآن شریف اسی اللہ تعالیٰ کا قدیم ازلی (یعنی جو ہمیشہ سے ہو) کلام ہے۔ (۵) یہ سارا عالم اسی اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے سے پیدا کیا ہے۔

(۶) بندوں کے تمام کام کے پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور بندے محض کاسِب (یعنی ان کاموں کے کرنے والے) ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی نیکی سے راضی اور گناہ سے ناراض ہوتے ہیں۔

(۸) اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں کرتے۔

(۹) ہر کسی کی موت کا ایک وقت مقرر ہے۔

(۱۰) جس کو قتل کیا جاتا ہے وہ بھی اپنے مقررہ وقت پر ہی مرتا ہے۔

(۱۱) حرام بھی رزق ہے؛ یعنی انسان اپنی ضروریاتِ زندگی جن چیزوں سے پوری کرتا ہے وہ چاہے حلال ہو یا حرام ان کو رزق ہی کہیں گے؛ کیوں کہ

جو پوری عمر حرام کھانے پر زندگی گذارتا ہے اس نے بھی اللہ تعالیٰ ہی کی روزی پر زندگی گذاری ہے۔

⑫ ہر کوئی اپنا رزق کھاتا ہے۔

⑬ کوئی کسی کا رزق کھا ہی نہیں سکتا۔

⑭ ہدایت اور گمراہی حقیقۃً اللہ تعالیٰ کی چاہت پر موقوف ہے۔

⑮ بندوں کے لیے ظاہر میں جو بھی فائدے والی چیز ہو اسی کو موجود کرنا اور عطا کرنا اللہ تعالیٰ پر ضروری نہیں ہے۔

⑯ قیامت میں نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔

⑰ بُرے لوگوں کے لیے قبر کا عذاب یقینی ہے۔

⑱ قبر میں مُردوں سے منکر نکیر کا سوال کرنا بھی یقینی ہے۔

⑲ مرنے کے بعد قیامت کے دن سب کا دوبارہ زندہ ہونا یقینی ہے۔

⑳ قیامت کے دن ترازو پر اعمال کا تولنا یقینی ہے۔

㉑ قیامت کے دن حساب کتاب کا ہونا اور سب کو اپنے اپنے اعمال نامے ملنا یقینی ہے۔

㉒ قیامت کے دن آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوضِ کوثر یقینی ہے۔

㉓ جہنم پر پل صراط ہوگا اور اس پر سے سب کو گزرنے کا حکم ہونا یقینی ہے۔

㉔ جنت اور دوزخ یقینی ہے۔

㉕ جنت اور دوزخ اِس وقت موجود ہیں اور ہمیشہ موجود رہیں گی۔

۲۶ جنت اور دوزخ اور ان میں رہنے والے کبھی نہیں مریں گے۔

۲۷ کوئی شخص صرف گناہِ کبیرہ کے کرنے سے ایمان سے نہیں نکلتا۔

۲۸ کوئی شخص صرف گناہِ کبیرہ کے کرنے سے کفر میں داخل نہیں ہوتا۔

یعنی ہم اہلِ سنت والجماعت کسی مسلمان کو گناہ کرنے کی وجہ سے کافر نہیں کہتے، ہاں! جب یقین کے ساتھ یہ معلوم ہوجائے کہ وہ ان گناہ کو حلال اور جائز سمجھ کر کرتا ہے تب ایمان سے نکل جائے گا۔

۲۹ اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز معاف نہیں کرتے۔

۳۰ اگر اللہ چاہیں گے تو شرک کے سوا ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ (چھوٹے بڑے) گناہوں کو معاف کردیں گے۔

۳۱ اگر اللہ چاہیں گے تو چھوٹے گناہ پر بھی عذاب دیں گے۔

۳۲ اگر اللہ چاہیں گے تو کبیرہ گناہ کو توبہ کے بغیر بھی معاف کردیں گے۔

۳۳ گناہِ کبیرہ؛ بلکہ کسی بھی نافرمانی کو حلال اور جائز جاننا کفر ہے، جو ہرگز معاف نہیں کیا جائے گا۔

۳۴ گناہِ کبیرہ والے مسلمان بھی شفاعت کے امیدوار ہوسکتے ہیں۔

۳۵ ہمیشہ کا عذاب اور جہنم صرف کفار ومشرکین کے لیے ہے۔

۳۶ مسلمان کے لیے ہمیشہ کا عذاب نہیں ہے، خواہ کتنا ہی بڑا گنہ گار ہو اور بلا توبہ مرا ہو۔

۳۷ مسلمان گنہ گاروں کو اللہ جتنا چاہیں گے اتنا عذاب دے کر پھر

جنت میں لے جائیں گے۔

۳۸ نیک اعمال کامل ایمان کا اثر اور پھل ہے۔

۳۹ ایمان صرف دین کے ارکان (ضروری احکام اور باتوں) پر دل سے یقین اور زبان سے اقرار کا نام ہے۔

۴۰ نیک اعمال کے کم زیادہ ہونے سے خود ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا؛ بلکہ ایمان کا نور کم زیادہ ہوتا ہے۔

۴۱ ایمان اور اسلام ذات کے اعتبار سے ایک ہی چیز ہیں۔

۴۲ ہر مسلمان شک کے بغیر یقین کے ساتھ کہے کہ: میں مؤمن ہوں، یہ نہ کہے کہ: ان شاء اللہ! میں مؤمن ہوں۔

۴۳ تقدیر میں جو انسان نیک یا برا لکھ دیا گیا ہے اس میں تبدیلی ہو ہی نہیں سکتی۔

۴۴ انبیائے علیہم السلام کے بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت اور حکمت ہے۔

۴۵ اللہ تعالیٰ نے بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام کو معجزات اور دلائل دے کر مخلوق کی ہدایت کے لیے بھیجا ہے۔

۴۶ انبیائے کرام علیہم السلام کی کوئی خاص تعداد اور پکی گنتی ہم کو معلوم نہیں۔

۴۷ انبیا علیہم السلام میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجے گئے ہیں۔

۴۸ سب انبیائے کرام علیہم السلام اچھی اچھی خوبیوں والے اور ہر قسم کے

گناہ اور عیبوں سے پاک ہیں۔

۴۹ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ہر ایک نے اللہ تعالیٰ کا دین پہنچانے کی اپنی ذمے داری ادا کردی ہے۔

۵۰ انبیائے کرام علیہم السلام میں سب سے افضل ہمارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (دوسرا نمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے)۔

۵۱ فرشتے اللہ تعالیٰ کے ایک نورانی معصوم، فرماں بردار بندے ہیں۔

۵۲ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام پر اپنی بہت سے کتابیں اتاری ہیں۔

۵۳ بیداری کی حالت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کو ہم یقینی مانتے ہیں۔

۵۴ ہم اللہ کے ولیوں کی کرامت کو بھی یقینی مانتے ہیں۔

۵۵ کرامت کے ثابت ہونے پر بہت زیادہ دلائل وواقعات موجود ہیں۔

۵۶ ولی کی کرامت حقیقت میں اس نبی کا معجزہ ہوتا ہے جس کا یہ ولی امتی ہو۔

۵۷ ایمان اور کامل تقویٰ کے بغیر کوئی ولی ہو ہی نہیں سکتا۔

۵۸ ولی کے لیے پہلی شرط کسی برحق نبی کے امتی ہونے کا اقرار ہے۔

۵۹ انبیا علیہم السلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

۶۰ ہم ان کی خلافت کو بھی اسی ترتیب سے بالکل سچا اور صحیح مانتے ہیں۔

(۶۱) رسول اللہ ﷺ کے بعد تیس برس تک خلافتِ راشدہ رہی ہے، پھر اس کے بعد اَمارت وسلطنت شروع ہوئی۔

(۶۲) (ضرورت کے وقت) ہر مسلمان کے پیچھے نماز جائز ہے؛ چاہے وہ نیک ہو یا برا۔

(۶۳) ہر مسلمان کی میت پر جنازہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے؛ چاہے وہ کتنا ہی گنہگار ہو۔

(۶۴) ہم تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا احترام کرتے ہوئے کسی صحابی کی برائی کرنا جائز نہیں سمجھتے۔

(۶۵) ہم عشرۂ مبشرہ (جن کو ایک ساتھ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے جنت کی خوش خبری دی تھی) کو جنتی مانتے ہیں۔

یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ۔

(۶۶) ہم سفر وحضر (حضر: یعنی سفر میں نہ ہو) میں چمڑے یا اس جیسے موزوں پر مسح جائز مانتے ہیں۔

(۶۷) ہم ایسی نبیذ کو جو نشہ نہ لاوے حلال جانتے ہیں۔

نبیذ کی تعریف: کوئی پھل: کھجور، کشمش یا شہد وغیرہ پانی میں ڈال کر

چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ چیز گل کر اس کی مٹھاس پانی میں آجائے تو اسے ''نبیذ'' کہتے ہیں۔

اس کا استعمال کرنا جائز ہے؛ بشرطے کہ ان چیزوں کو پانی میں اتنی دیر نہ رکھا جائے کہ جس سے اس میں نشہ پیدا ہوجائے، اگر نشہ پیدا ہوگیا تو اب اس نبیذ کو استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

٦٨ ولی کتنا ہی بڑا ہو؛ مگر نبی کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا۔

٦٩ کوئی عقل مند، بالغ، باہوش انسان شرعی عذر (مجبوری) کے بغیر شریعت کے احکام سے مستثنیٰ (الگ) نہیں ہوسکتا۔

٧٠ جن احکام کا بیان قرآن وحدیث میں صاف اور کھلے الفاظ میں آیا ہے ان کو ''شرعی نص'' کہتے ہیں۔

٧١ قطعی اور یقینی نص کا انکار کرنا کفر ہے۔

٧٢ کسی بھی قسم کے گناہ کو حلال جاننا کفر ہے۔

٧٣ شریعت کے احکام کا مذاق اڑانا اور ان کو حقیر اور نیچا سمجھنا کفر ہے۔

٧٤ اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا کفر ہے۔

٧٥ اللہ کے عذاب کا ڈر نہ رکھنا کفر ہے۔

٧٦ غیب کی باتیں بتانے والے انسان (جیسے جیوتش) کو سچا ماننا کفر ہے۔

٧٧ دعاؤں اور خیر خیرات ایصالِ ثواب سے مُردوں کی روحوں کو فائدہ اور نفع پہنچتا ہے۔

⑦⑧ اللہ تعالیٰ بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں اور ان کی حاجتیں پوری کرتے ہیں۔

⑦⑨ قرآن وحدیث میں قیامت کی جونشانیاں بتائی گئی ہیں وہ حق ہیں۔

⑧⓪ دین میں اجتہاد کرنے والے امام سے بھی کبھی غلطی ہوسکتی ہے۔

⑧① خاص انسان (پیغمبر) خاص فرشتوں (جواللہ کا پیغام لاتے ہیں) سے بہتر ہیں۔

⑧② عام انسان (نبی کے سوا) عام فرشتوں (جواللہ کا پیغام نہیں لاتے؛ بلکہ دوسری خدمت کرتے ہیں) سے بہتر ہے۔

⑧③ خاص فرشتے (پیغمبر) عام انسانوں (غیر انبیا) سے بہتر ہے۔

## مسلمانوں کے مختصر امتیازی عقیدے

دنیا کا ہر ایک مسلمان آگے لکھی ہوئی باتوں کا زبان سے اقرار اور دل سے یقین رکھتا ہے:

① پہلے اس دنیا میں نہ انسان تھا، نہ فرشتے اور نہ آسمان تھا، نہ زمین، صرف ایک ذات اللہ تعالیٰ اپنی تمام کامل صفات کے ساتھ موجود تھے۔

② پھر اس بے مثال اللہ تعالیٰ نے اپنی چاہت وارادے سے زمین، آسمان اور تمام کائنات اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پیدا کیا۔

③ اس دنیا کی ہر چیز کے پیدا کرنے والے، ان میں تصرف کرنے

والے اور تربیت کرنے والے وہی اللہ تعالیٰ ہیں، وہ جس کو جیسا چاہتے ہیں ویسا پیدا کرتے ہیں اور جس کو جب اور جس طرح چاہتے ہیں فنا کر دیتے ہیں، اس کے علم وارادے کے بغیر کوئی ذرہ موجود نہیں ہوسکتا ہے اور کوئی ہل بھی نہیں سکتا۔ ساری مخلوق اس کے سامنے عاجز اور ہر ضرورت میں اسی کی محتاج ہے۔

④ اس نے انسان کو اپنی اطاعت و بندگی کے لیے اور مخلوق میں عدل وانصاف کے لیے پیدا کیا ہے اور اس فریضہ کو آسانی کے ساتھ ادا کرنے کے لیے اس کو زمین میں حکومت والا اور دوسری مخلوق پر اونچا مقام عطا فرمایا۔

⑤ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کا یہ مٹی سے بنا ہوا جسم تو ختم ہو جاتا ہے؛ مگر اس کی روح اس طرح (کہ ہم کو پتہ نہ چل سکے) زندہ اور باقی رہتی ہے، جو اپنی زندگی کی نیکی اور برائی کی جزا و سزا کو پاتی ہے۔

⑥ عنقریب ایک وقت آنے والا ہے کہ دنیا میں انسان کے پیدا ہونے اور مرنے کا یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا اور دنیا کا یہ سارا نظام درہم برہم ہو کر ختم ہو جائے گا۔

اِس عالم کے ختم ہونے کے بعد پھر ایک نئے ہمیشہ کے عالم میں انسان کو دوبارہ ہمیشہ کی زندگی کے ساتھ زندہ کیا جائے گا۔ اس دن کو قیامت، آخرت اور بدلہ کا دن کہتے ہیں۔ یہ دن بڑا ہی ہولناک دن ہوگا جس کی تکلیفوں کو ابھی ہم سمجھ بھی نہیں سکتے۔

اس دن کی مشکلات سے بچ کر راحت وسکون والی ہمیشہ کی زندگی

وہاں صرف ان لوگوں کو حاصل ہوگی جو اس دنیوی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور اطاعت میں گزار چکے ہوں گے اور جنھوں نے اس دنیا میں اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گزاری ہوگی ان کو اس دن سخت سزا اور عذاب میں رکھا جائے گا۔

⑦ اِن تمام باتوں کو جاننا انسان کی کمزور عقل کے بس میں نہیں ہے؛ اس لیے اس مہربان خالق نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد ان کی اولاد میں الگ الگ وقت میں پاکیزہ عادت والے نیک انسانوں کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور ان پیغمبروں پر اپنے خاص فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ اپنی کتابیں نازل کی ہیں، ان کتابوں میں اللہ تعالیٰ کی وہ سب ہدایتیں موجود ہیں جن کی انسانی زندگی کے ہر ایک شعبے میں ضرورت پڑتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے یہاں سے آئی ہوئی ہدایات اور احکام کی تشریح اور وضاحت ہر زمانے کے پیغمبر نے عام انسانوں کے سامنے اپنی پیاری بات اور اپنے عمل سے کی ہے۔ آخر میں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بڑا کام انجام دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرمائی ہوئی یہ باتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کر کے دکھائے اس کو ’’حدیث‘‘ کہتے ہیں۔

بس یہی آسمانی کتابیں اور رسولوں کی باتیں (حدیث) مسلمانوں کی زندگی کے ہر ایک شعبے میں ان کی رہنمائی کرتی ہیں اور مسلمان ان ہدایات کی اطاعت و پیروی کو اپنا دین، اپنا فریضہ اور آخرت میں نجات کا ذریعہ مانتے ہیں۔

## دوسرا باب: عبادات

# ضروری مسائل

## روزے کا بیان

صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک نیت کے ساتھ کھانے پینے اور بیوی سے جماع کو چھوڑ دینے کا نام ''روزہ'' ہے۔

صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک روزے کا وقت ہوتا ہے۔

روزے کی قسمیں:

(۱) فرضِ معین: رمضان شریف کے روزے فرضِ معین (Fix) ہیں؛ یعنی رمضان کے دنوں میں رکھنا فرض ہے۔

(۲) فرضِ غیر معین: رمضان شریف کے روزے اگر چھوٹ جائیں تو ان کی قضا فرض ہے؛ لیکن ان کی قضا کسی خاص دنوں میں فرض نہیں ہے؛ اس لیے ان کو فرضِ غیر معین کہتے ہیں۔

(۳) واجبِ معین: کسی خاص دن یا خاص تاریخ میں روزہ رکھنے کی منّت مانے تو اس دن یا اس تاریخ میں روزہ رکھنا واجب ہوتا ہے، اس کو واجبِ معین کہتے ہیں، جیسے کسی نے منت مانی کہ اگر میں امتحان میں اوّل نمبر سے کامیاب ہوا تو اللہ کے واسطے جمعرات کے دن یا مثلاً شعبان کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھوں گا تو اب اس کے لیے اس متعین دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے۔

(۴) واجبِ غیر معین: کفّارے کے روزے اور غیر متعین منّت کے روزے، مثلاً کسی نے منّت مانی کہ: اگر میں امتحان میں اول نمبر سے کامیاب

ہوا تو اللہ کے واسطے ایک روزہ رکھوں گا؛ لیکن دن یا تاریخ طے نہیں کی تو یہ واجبِ غیر معین ہے۔

⑤ سنت روزے: جن دنوں کے روزے آپ ﷺ سے رکھنا ثابت ہے یا جن روزوں کا ثواب آپ ﷺ نے بتایا ہے انھیں ''سنت'' کہتے ہیں، جیسے عاشورہ کے دو روزے؛ یعنی محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کے روزے اور عرفہ؛ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ اور ایامِ بیض؛ یعنی ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخوں کے روزے۔

چوں کہ ان تاریخوں میں چاند پورا چمکتا ہوا ہوتا ہے؛ اس لیے ایامِ بیض؛ یعنی سفید دن کہتے ہیں۔

⑥ مستحب روزے: فرض، واجب اور سنت روزوں کے علاوہ تمام روزے مستحب ہیں؛ لیکن ان میں کچھ روزے ایسے ہیں جن میں ثواب زیادہ ہے، جیسے شوال کے چھ روزے اور جمعرات اور پیر کے دن کے روزے۔

⑦ مکروہ روزے: صرف سنیچر کے دن کا روزہ، یا صرف دسویں محرم کا روزہ، نوروز کے دن کا روزہ، شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا نفل روزہ رکھنا، یہ سب مکروہ روزے ہیں۔

نوٹ: ''نَو روز'' یہ پارسیوں کا تہوار ہے، کیلنڈر میں اس کا دن چھپا ہوا ہوتا ہے، گجراتی میں اس کو ''પતેતી'' کہتے ہیں۔

⑧ حرام روزے: پورے سال میں پانچ روزے حرام ہیں: عید

الفطر کے دن، عید الاضحیٰ اور اس کے بعد تین دن؛ یعنی ذی الحجہ کی گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں تاریخ کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

## روزے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: روزہ میرے لیے ہی ہوتا ہے اور اس کا بدلہ بھی خاص طور پر میں ہی دوں گا۔

روزے دار اللہ تعالیٰ کے لیے کھانا، پینا اور اپنی دوسری خواہشیں چھوڑتا ہے۔ اگر وہ پردے کے پیچھے چھپ کر پانی پینا چاہتا تو پی سکتا تھا؛ مگر وہ ایسی بند کوٹھری میں۔ جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں، صرف اللہ ہی دیکھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی پوری کرتا ہے؛ اس لیے روزے کا بڑا ثواب ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازے کا نام "بابُ الرَّیَّانْ" ہے، وہ روزہ داروں کے لیے خاص ہوگا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: روزہ داروں کو دو خوشی ملتی ہیں: ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت، اور وہ آخرت میں ہوگی اور اس وقت اللہ تعالیٰ کی زیارت بھی نصیب ہوگی۔

## رمضان المبارک

جس طرح پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں اسی طرح رمضان المبارک کے روزے بھی فرض ہیں، روزہ نہ رکھنے میں بہت بڑا گناہ ہوتا ہے اور اگر کوئی

رمضان کے روزے کو فرض ماننے سے انکار کردے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

رمضان شریف وہ برکت والا مہینہ ہے جس میں قرآن شریف آسمان سے زمین پر اترا۔

رمضان میں نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے، نفل نماز کا ثواب فرض کے برابر اور فرض نماز کا ثواب ستّر (۷۰) درجہ زیادہ ہو جاتا ہے۔

دوسری نیکیوں کا بھی یہی حساب ہے۔

رمضان کے مہینے میں ایک رات ہے جس کا نام ''لیلة القدر'' ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور یہ رات عام طور پر رمضان المبارک کے آخری دس (۱۰) دن میں ہوتی ہے۔

## سوالات اور جوابات

**سوال**: رمضان شریف کے روزے کن لوگوں پر فرض ہیں؟

**جواب**: ہر مسلمان عقل مند، بالغ مرد اور عورت پر فرض ہے، عذر کے بغیر چھوڑنے والا گنہگار اور فاسق ہے۔

**سوال**: نابالغ بچے کو روزے کا حکم کر سکتے ہیں؟

**جواب**: نابالغ بچے پر روزہ فرض نہیں ہے؛ لیکن عادت ڈالنے کے لیے بالغ ہونے سے پہلے ہی روزہ رکھوانے اور نماز پڑھوانے کا شریعت میں حکم ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

جب بچہ سات (۷) سال کا ہو جائے تو اُسے نماز کا حکم کرو اور جب دس برس کا ہو جائے تو اُسے نماز کے لیے (اگر ضرورت ہو تو) مارنا بھی چاہیے۔

اسی طرح جب روزہ رکھنے کی طاقت ہو جائے تو جتنے روزے رکھ سکتا ہو اُتنے روزے اُس سے رکھوانے چاہییں۔

سوال: شرعی عذر بتائیے جن میں روزہ نہ رکھنا جائز ہو جاتا ہے۔

جواب: (۱) وہ شرعی مسافر جو ۴۸ میل (تقریباً ۷۷.۵ کلومیٹر) یا اس سے زیادہ سفر کا ارادہ رکھتا ہو، اس کو سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے؛ لیکن اگر سفر میں تکلیف نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

(۲) ایسی بیماری جس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو یا بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔

(۳) حاملہ ہونا؛ جب کہ عورت کو یا پیٹ میں موجود بچے کو روزے سے نقصان پہنچنے کا پکّا خیال ہو۔

(۴) دودھ پلانا؛ جب کہ دودھ پلانے والی کو یا بچے کو روزے سے نقصان ہوتا ہو۔

(۵) روزے کی وجہ سے اتنی بھوک یا پیاس لگی ہو کہ جان نکل جانے کا ڈر ہو جائے۔

(۶) حیض یا نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

(۷) بہت بوڑھا ہونا۔

ان تمام عذروں کی وجہ سے اگر رمضان شریف کا روزہ نہ رکھے تو گناہ نہیں ہوگا؛ لیکن روزہ معاف نہیں ہے، بعد میں ان روزوں کی قضا واجب ہے۔

لیکن آخری صورت؛ یعنی انسان بہت بوڑھا ہو اور روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہ ہو اور قضا کی بھی طاقت نہ ہو تو فدیہ واجب ہوتا ہے۔

فدیہ کی مقدار آگے روزے کی قضا کے بیان میں ان شاء اللہ! آپ پڑھو گے۔

حیض اور نفاس کی حالت میں روزہ رکھنا ہی جائز نہیں ہے اور ان کی موجودگی میں روزہ ہوتا ہی نہیں ہے؛ بلکہ روزہ نہ رکھنا ضروری ہے۔

ہاں! بعد میں عورتوں پر ان روزوں کی قضا ضروری ہے اور قضا کی صورت میں بھی ان شاء اللہ! رمضان جیسا ہی ثواب ملے گا۔

## نیت کا بیان

**سوال**: کیا روزے میں نیت کرنا ضروری ہے؟

**جواب**: ہاں! روزے کے لیے نیت کرنا شرط ہے، اگر نیت کیے بغیر صبح صادق سے لے کر غروب تک کھانے، پینے اور جماع سے بچا رہا تو روزہ نہیں ہوگا۔

**سوال**: نیت کس وقت کرنی ضروری ہے؟

**جواب**: رمضان شریف، نذرِ معین، سنت اور نفل روزوں میں صبح صادق

سے پہلے نیت کرنا بہتر ہے اور اگر شرعی آدھے دن سے پہلے نیت کرلے تو بھی جائز ہے۔

**فائدہ:** صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک کا وقت ''شرعی دن'' ہے اور سورج نکلنے سے لے کر ڈوبنے تک کا وقت عام بول چال کا دن ہے۔

رمضان کے قضا روزے اور ایسی منت جو متعین نہ ہو اور کفارے کے روزوں کی نیت کرنا صبح صادق سے پہلے ضروری ہے۔

## روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

(۱) رمضان شریف کے مہینے میں روزہ رکھ کر ایسی چیز۔ جو کھانے، پینے کے کام آتی ہو یا دوا یا لذت کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ پورے ارادے کے ساتھ کھا، پی لینے سے یا بیوی سے جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا اور کفارہ دونوں ضروری ہوں گے۔

(۲) کسی نے زبردستی روزے دار کے منہ میں کوئی چیز ڈال دی اور وہ گلے سے اُتر گئی تو قضا ضروری ہوگی، کفارہ نہیں ہوگا۔

(۳) قے آئی اور پورے ارادے سے گلے میں لوٹا لی یا جان بوجھ کر منہ بھر قے کر ڈالی، اسی طرح کنکر یا پتھر کا ٹکڑا یا کاغذ کا ٹکڑا یا مٹی جان بوجھ کر نگل لیا تو ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی، کفارہ نہیں ہوگا۔

④ دانتوں میں رہی ہوئی چیز کو زبان سے نکال کر نگل گیا تو اگر وہ چنے کے دانے کے برابر ہو تو روزہ ٹوٹ گیا، قضا ہوگی، کفارہ نہیں ہوگا اور اگر چنے سے کم ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا؛ لیکن اگر منہ سے باہر نکال کر پھر نگل جائے تو -چاہے چنے سے کم ہو- روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا ضروری ہوگی۔

⑤ دانتوں سے نکلے ہوئے خون کو نگل لیا اور خون تھوک سے زیادہ ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا ضروری ہوگی۔

⑥ بھولے سے کھانے اور پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا؛ لیکن بھولے سے کھانے یا پینے کے بعد یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر جان بوجھ کر کھایا- پیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا ضروری ہوگی، کفارہ نہیں ہوگا۔

⑦ یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی سحری کھائی، پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہوگئی تھی تو قضا ضروری ہوگی۔

⑧ بادل یا غبار کی وجہ سے -یہ سمجھ کر کہ سورج ڈوب گیا- افطار کرلیا؛ حالاں کہ ابھی دن باقی تھا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔

## روزے کی قضا کا بیان

**سوال**: روزے کی قضا کب رکھنی چاہیے؟

**جواب**: جب وقت ملے تو جتنا ہوسکے جلدی روزہ رکھ لینا بہتر ہے، بلا وجہ دیر کرنا بری بات ہے۔

سوال: قضا روزے لگا تار رکھنے ضروری ہیں یا نہیں؟

جواب: چاہے لگا تار رکھے، چاہے درمیان میں فاصلہ کر کے، دونوں طرح جائز ہے۔

سوال: اگر پہلے رمضان کے روزے قضا کرنے باقی تھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو کیا کرے؟

جواب: پہلے اِس رمضان کے روزے رکھے اور رمضان کے بعد پہلے روزوں کی قضا رکھے۔

سوال: نفلی روزہ رکھ کر توڑ دے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اُس کی قضا رکھنا واجب ہے؛ کیوں کہ نفلی نماز اور نفلی روزہ شروع کرنے کے بعد ضروری ہو جاتے ہیں۔

سوال: اگر قضا روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: اگر آدمی اتنا بوڑھا ہو گیا ہے کہ روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہیں ہے اور آئندہ طاقت آنے کی امید نہیں رہی یا ایسا بیمار ہے کہ تندرستی کی اُمید جاتی رہی تو ان صورتوں میں روزوں کا فدیہ دے دینا جائز ہے۔

سوال: روزے کا فدیہ کیا ہے؟

جواب: ہر روزے کے بدلے میں پونے دو کلو گیہوں یا ساڑھے تین کلو جَو یا ان میں سے کسی کی قیمت یا ان کی قیمت کے برابر کوئی اناج، مثلاً چاول، جُوار، باجرہ وغیرہ دے دے۔

**سوال**: ایک شخص کے ذمّے کچھ روزے قضا تھے، اس کا انتقال ہو گیا تو کوئی آدمی اس کی طرف سے روزہ رکھ لے تو جائز ہے یا نہیں؟

**جواب**: نہیں! مرنے والے کے ذمّے روزے باقی رہیں گے؛ البتہ وارث ان روزوں کا فدیہ دے دیں تو جائز ہے۔

**مسئلہ:** نماز جب تک سر کے اشارے سے پڑھ سکتا ہو اس وقت تک اشارے سے ادا کرنا فرض ہے، نماز ادا کیے بغیر انتقال ہو گیا تو ان نمازوں کا فدیہ دیا جا سکتا ہے اور ہر فرض یا واجب نماز کا فدیہ بھی وہی ہے جو روزے کا فدیہ ہے۔

اور اگر سر کے اشارے سے بھی نماز ادا کرنے کی طاقت نہ ہو اور اسی حال میں انتقال کر جائے یا چھ یا اس سے زیادہ نمازوں کا وقت گذر جائے تو اس حالت کی نمازیں فرض نہیں ہے؛ لہٰذا اس کا فدیہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

## کفارے کا بیان

**سوال**: روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

**جواب**: روزے کا کفارہ یہ ہے کہ:

۱ ایک غلام آزاد کرے؛ لیکن ابھی یہ غلاموں کا زمانہ نہیں ہے۔

۲ دو مہینے کے لگا تار روزے رکھے۔

۳ اگر دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں

کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت، یا ساڑھے تین کلو جو یا اس کی قیمت ہر ایک ساٹھ مسکینوں کو دے دے۔

**سوال**: ساٹھ مسکینوں کا اناج ایک ہی مسکین کو دینا درست ہے یا نہیں؟

**جواب**: اگر ایک مسکین کو ساٹھ دن تک ہر روز ایک دن کا اناج دیا جائے یا اُس کو ساٹھ دن تک صبح اور شام دونوں وقت کا کھانا کھلایا جائے تو جائز ہے؛ لیکن اگر اسے ایک دن میں ایک دن سے زیادہ کا اناج یا قیمت دی جائے تو ایک دن کا صحیح ہوگا اور ایک دن سے جتنا زیادہ دیا ہے اسے کفارہ کی گنتی میں نہیں لایا جائے گا۔

**سوال**: اگر ایک رمضان کے کئی روزے توڑ ڈالے تو کیا حکم ہے؟

**جواب**: تمام کی طرف سے ایک ہی کفارہ ضروری ہوگا۔

## اعتکاف کا بیان

**سوال**: اعتکاف کس کو کہتے ہیں؟

**جواب**: ایسی مسجد میں جس میں پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ پابندی سے ہوتی ہے عبادت سمجھ کر نیت کے ساتھ ٹھہرے رہنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

**سوال**: عورت کہاں اعتکاف کرے؟

**جواب**: اپنے گھر میں جس جگہ نماز پڑھتی ہو اعتکاف کی نیت کر کے اسی جگہ پر ہر وقت رہا کرے، پائخانہ، پیشاب کے علاوہ اور کسی کام کے لیے

اُس جگہ سے اُٹھ کر مکان کے صحن یا اور کسی دوسرے حصے میں نہ جائے اور اگر گھر میں نماز کی کوئی خاص جگہ پہلے سے طے نہ ہو تو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے ایسی جگہ بنالے اور پھر اس جگہ اعتکاف کرے۔

**سوال:** اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں؟

**جواب:** اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واجب (۲) سنتِ مؤکدہ (۳) مستحب۔

(۱) واجب اعتکاف: نذر کا اعتکاف واجب ہے، مثلاً کسی نے منت مانی کہ: میں اللہ تعالیٰ کے واسطے تین دن کا اعتکاف کروں گا یا اس طرح کہا کہ: اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اللہ کے واسطے دو دن کا اعتکاف کروں گا۔

(۲) سنتِ مؤکدہ: رمضان شریف کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، اس کی ابتدا بیس رمضان کی شام سورج ڈوبنے کے وقت سے ہوتی ہے اور عید کا چاند دیکھتے ہی ختم ہو جاتا ہے، چاند چاہے ۲۹/تاریخ کا ہو یا ۳۰/کا، دونوں صورتوں میں سنت ادا ہو جائے گی۔

یہ اعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے؛ یعنی بستی کے بعض لوگوں کے کر لینے سے سب کے ذمّے سے ادا ہو جاتا ہے۔

(۳) مستحب اعتکاف: واجب اور سنتِ مؤکدہ کے علاوہ سب اعتکاف مستحب ہیں اور سال کے تمام دنوں میں اعتکاف جائز ہے۔

مسجد میں جب بھی داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کر لینی چاہیے۔

**سوال**: اعتکاف کے صحیح ہونے کی کیا شرطیں ہیں؟

**جواب**: اعتکاف کے صحیح ہونے کی یہ شرطیں ہیں:

① مسلمان ہونا۔

② بڑی ناپاکی جس سے غسل ضروری ہوتا ہے اس سے اور حیض اور نفاس سے پاک ہونا۔

③ عقل والا ہونا۔

④ نیت کرنا۔

⑤ ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا جہاں جماعت کی نماز ہوتی ہو۔

یہ باتیں ہر قسم کے اعتکاف کے لیے شرط ہیں اور واجب اعتکاف کے لیے روزہ بھی شرط ہے، بغیر روزہ کے واجب اعتکاف درست نہیں ہے۔

**مسئلہ**: واجب اعتکاف کے لیے چوں کہ روزہ شرط ہے؛ اس لیے اس کا وقت کم از کم ایک دن ہے، سو ایک دن سے کم مثلاً دو چار گھنٹے یا صرف رات کے اعتکاف کی منّت ماننا صحیح نہیں ہے۔

**مسئلہ**: جو اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے اس کا وقت رمضان شریف کا آخری عشرہ ہے۔

**مسئلہ**: پائخانہ، پیشاب کے لیے نکلنا، فرض غسل کے لیے نکلنا، اگر ایسی مسجد میں اعتکاف ہو جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو تو جمعہ کی نماز کے لیے زوال کے وقت یا اتنی دیر پہلے نکلنا کہ جامع مسجد پہنچ کر خطبہ سے پہلے چار سنتیں اور دو

رکعت تحیۃ المسجد پڑھ سکے تو ان چیزوں کی اعتکاف میں اجازت ہے۔

**مسئلہ:** مسجد میں کھانا پینا اور سونا جائز ہے، اسی طرح کوئی حاجت کی چیز خریدنا اس طرح کہ وہ چیز مسجد میں حاضر نہ ہو، اسی طرح نکاح کرنا جائز ہے۔

**مسئلہ:** بغیر عذر پکّے ارادے کے ساتھ یا غلطی سے مسجد سے باہر نکلنا، یا بیماری کے ڈر سے مسجد سے نکلنا، اعتکاف کی حالت میں جماع کرنا، کسی عذر سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا، جیسے پیشاب یا پاخانہ کے لیے گیا اور ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد گھر میں کچھ دیر ٹھہر گیا تو ان تمام صورتوں میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

**مسئلہ:** واجب اعتکاف ٹوٹ جائے تو اس کی قضا واجب ہوگی۔

**مسئلہ:** سنت اعتکاف ٹوٹ جائے تو قضا واجب نہیں ہوگی۔؟؟؟

**مسئلہ:** نفل اعتکاف ٹوٹتا نہیں؛ بلکہ ختم ہوجاتا ہے؛ کیوں کہ اس کا وقت متعین نہیں؛ بلکہ ایک دو منٹ کا بھی ہوسکتا ہے۔

## منّت ماننے کا بیان

**سوال:** منّت ماننا کیسا ہے؟

**جواب:** جائز ہے اور منّت مان کر اس کا پورا کرنا واجب ہے۔

**سوال:** کیا ہر منّت کا پورا کرنا ضروری ہے؟

**جواب:** جو منّت شریعت کے خلاف کام کی ہو اس کا پورا کرنا جائز نہیں

ہے، مثلاً کسی نے چوری کرنے کی منّت مانی تو اس کا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔

**سوال**: منّت صحیح ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟

**جواب**: منّت صحیح ہونے کی یہ شرطیں ہیں:

(۱) منت کسی عبادت کی ہو، مثلاً میرا فلاں کام ہو گیا تو اللہ کے واسطے دو رکعت نماز پڑھوں گا یا روزہ رکھوں گا، مال یا پیسے صدقہ کروں گا یا اتنے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا۔

(۲) جس چیز کی منّت مانی ہے اس کے پورا کرنے کی طاقت بھی ہو؛ ورنہ منّت صحیح نہ ہوگی، جیسے منّت مانے کہ: اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں فلاں کے گھر کا مال؛ یعنی دوسرے کا مال صدقہ کروں گا، یہ منّت صحیح نہیں ہے: اس لیے کہ یہ اس کی طاقت سے باہر ہے؛ کیوں کہ دوسرے کے گھر کا مال اس کی مالکی میں نہیں ہے۔

**سوال**: کسی پیر یا ولی کی منّت ماننی کیسی ہے؟

**جواب**: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی منّت ماننا حرام ہے؛ کیوں کہ منّت بھی ایک طرح کی عبادت ہے اور عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔

## زکوٰۃ کا بیان

نماز اور روزے بدن سے ادا ہوتے ہیں اور زکوۃ مال سے ادا کی جاتی ہے؛ اس لیے نماز اور روزے کو عبادتِ بدنیہ (یعنی بدنی عبادت) اور زکوۃ کو عبادتِ مالیہ (یعنی مالی عبادت) کہتے ہیں۔

**سوال**: زکوۃ کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: مال کے اُس خاص حصے کو زکوۃ کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فقیروں اور محتاجوں وغیرہ کو دے کر انھیں مالک بنا دیا جائے۔

زکوٰۃ دینا فرض ہے، قرآنِ مجید کی آیتوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیثوں سے اس کا فرض ہونا ثابت ہے، جو شخص زکوٰۃ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

**سوال**: زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

**جواب**: زکوٰۃ کے فرض ہونے کے لیے یہ چیزیں ضروری ہیں:

① مسلمان ہونا۔

② آزاد ہونا۔

③ عقل مند ہونا۔

④ بالغ ہونا۔

⑤ اصلی ضرورتوں سے زیادہ نصاب کا مالک ہونا۔

۶ قرض سے بچا ہوا ہونا۔

۷ مالک بننے کے بعد نصاب پر ایک سال گزر جانا۔

یہ سب زکوۃ فرض ہونے کے لیے ضروری ہیں؛ لہذا کافر، غلام، پاگل اور نابالغ بچے کے مال میں زکوۃ نہیں ہے، اسی طرح کسی کے پاس نصاب سے کم مال ہو یا نصاب کے برابر ہو؛ لیکن قرض دار ہو، یا مال سال بھر تک باقی نہیں رہا یا نصاب کا مالک بننے کے بعد ابھی تک سال نہیں گذرا تو ان صورتوں میں زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔

## نصاب کا بیان

سوال: کس کس مال میں زکوۃ فرض ہے؟

جواب: سونا، چاندی؛ چاہے سونا، چاندی کے سکے ہوں یا زیورات یا برتن یا ٹکڑے وغیرہ، خلاصہ یہ کہ سونا، چاندی کی تمام چیزوں میں، اسی طرح ہر قسم کے تجارت کے مال میں زکوۃ فرض ہے۔

سوال: چاندی کا نصاب کیا ہے؟

جواب: چاندی کا نصاب ۶۱۲/ گرام اور ۳۶۰/ ملی گرام چاندی ہے۔

سوال: سونے کا نصاب کیا ہے؟

جواب: سونے کا نصاب ۸۷/ گرام ۴۸۰/ ملی گرام ہے۔

سوال: تجارت کے مال کا کیا نصاب ہے؟

**جواب**: تجارت کے مال کی سونے یا چاندی سے قیمت لگائیں، پھر چاندی یا سونے کے نصاب میں سے جس سے غریبوں کا فائدہ ہو اُس نصاب کو قائم کر کے اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کریں گے، جیسے آج کل چاندی کے نصاب کا اعتبار ہوتا ہے؛ چونکہ چاندی کا نصاب کم روپے سے ہو جاتا ہے؛ اس لیے ۶۱۲ ر گرام اور ۳۶۰ ر ملی گرام چاندی کے برابر روپے یا اتنی قیمت کا تجارت کا سامان ۔جس کو تجارت کے ارادے سے خریدا گیا ہو۔تجارت کے سامان کا نصاب ہے۔

**سوال**: تجارت کا مال کس کو کہتے ہیں؟

**جواب**: جو مال بیچنے اور نفع کمانے کے لیے ہو وہ تجارت کا مال ہے؛ چاہے وہ کسی بھی قسم کا ہو؛ یہاں تک کہ اینٹیں، پتھر، مٹی، یا مٹی کے برتن، یا گھاس پھونس اگر ان کی تجارت کی جاتی ہے تو ان پر بھی زکوٰۃ ضروری ہوگی۔

**سوال**: زکوٰۃ میں کتنا مال دینا چاہیے؟

**جواب**: جتنا مال ہو اس کا ''چالیسواں حصہ'' زکوۃ میں دینا فرض ہے، مثلاً سو روپیے میں ڈھائی روپیے۔

**سوال**: اگر کسی کے پاس تھوڑی سی چاندی اور تھوڑا سا سونا ہے، دونوں میں سے نصاب کسی کا بھی پورا نہیں تو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

**جواب**: اس صورت میں سونے کی قیمت چاندی کی قیمت سے ملا کر دیکھو کہ دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا ہوتا ہے؟ تو جس کا نصاب پورا ہوتا

ہو اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کریں گے اور اگر قیمت ملانے کے باوجود دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا نہ ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

اسی طرح سونا اور روپیہ یا چاندی اور روپیہ ہو اور دونوں کو ملا کر چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہے۔

نوٹ: فلیٹ، زمین اور پلاٹ اس نیت سے خریدے ہوں جب قیمت زیادہ ہو گی تب بیچ دیں گے تو وہ بھی تجارت کا ہو گیا، اس میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔

## مسائل

① چاندی کی زکوٰۃ اگر چاندی سے ادا کی جائے تو وزن کا اعتبار ہو گا، جیسے کسی کے پاس ایک کلو چاندی ہے تو اس کا چالیسواں حصہ وزن کے اعتبار سے ۲۵ رگرام چاندی ہے؛ لہٰذا ۲۵ رگرام چاندی کا ٹکڑا بطورِ زکوٰۃ ادا کرے؛ لیکن اگر اتنی ہی چاندی کی قیمت کی کوئی دوسری چیز مثلاً کپڑا یا اناج یا اتنا روپیہ پیسہ دینا بھی درست ہے۔

② کسی کے پاس چاندی کے زیور یا برتن ہیں جن کا وزن مثلاً ۱۰۰ ر تولہ ہے تو ڈھائی تولہ چاندی دینا فرض ہو گا؛ لیکن اگر ڈھائی تولہ چاندی کے بجائے اس کی قیمت کا کپڑا یا اناج خرید کر دے دیں تو بھی درست ہے۔

اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: بہتر اور افضل وہ ہے جو ضرورت

مند کی ضرورت کے مطابق ہو اور جس میں ضرورت مند کا فائدہ زیادہ ہو۔

مثلاً جو بھوکا ہے اس کو اناج دیں، ننگے کو کپڑا دیں، اگر بھوکے اور ننگے کو کسی نے کتابیں دے دیں تو اس کی زکوٰۃ تو ادا ہو جائے گی؛ مگر ضرورت مند کی ضرورت پوری نہیں ہوگی، وہ اپنی ضرورت پوری کرنا چاہے گا تو ان کتابوں کو آدھی یا تہائی قیمت پر بیچے گا، اس سے اس کا نقصان ہوگا۔

## زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان

**سوال**: زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

**جواب**: جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی ہے اس کا کسی فقیر یا زکوٰۃ کے مستحق کو پورے پورا مالک بنانا ضروری ہے؛ البتہ زکوٰۃ کے مال سے کوئی چیز خرید کر فقیروں میں تقسیم کردیں تو جائز ہے۔

کسی کام کی مزدوری میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

میت کے کفن دفن میں زکوٰۃ کی رقم ادا کرنا یا زکوٰۃ کے مال سے میت کا قرضہ ادا کرنا درست نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں مالک بنانا نہیں پایا جاتا اور زکوٰۃ میں فقیر یا حق دار کو مال کا مالک بنانا ضروری ہے۔

**سوال**: زکوٰۃ کب ادا کرنی چاہیے؟

**جواب**: جب اسلامی حساب سے نصاب پر سال پورا ہو جائے تو فوراً زکوٰۃ ادا کرنا چاہیے، دیر لگانا اچھا نہیں ہے۔

**سوال**: سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

**جواب**: نصاب جتنے مال کے مالک ہونے کے بعد سال کے پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے۔

**سوال**: زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت کرنی ضروری ہے یا نہیں؟

**جواب**: جب زکوٰۃ کی رقم کسی کو دیں یا کم از کم جب علیحدہ کر کے رکھیں اُس وقت نیت کرنا ضروری ہے کہ میں یہ مال زکوٰۃ میں دیتا ہوں یا زکوٰۃ کے لیے علیحدہ کرتا ہوں، اگر زکوٰۃ کا خیال نہیں تھا اور کسی کو روپیہ دے دیا اور دینے کے بعد اس کو زکوٰۃ کے حساب میں لگا لیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

اسی طرح کسی کو قرض دیا تھا، اب اس کو زکوٰۃ کے حساب میں لگا کر معاف کرنا چاہے تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

اگر قرض کے ادا کرنے میں اس کی مدد کرنی ہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اتنی رقم زکوٰۃ کی نیت سے مقروض کو دی جائے، پھر اس سے اپنا قرض وصول کر لیں۔

جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو زکوۃ ہے ایسا بتانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ زکوٰۃ کی نیت کر کے کسی غریب کو انعام کے طور پر یا کسی مفلس کے بچے کو عیدی کے نام سے رقم دے دی جب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

**سوال**: پوری یا تھوڑی زکوٰۃ کب معاف ہوتی ہے؟

**جواب**: سال گذرنے کے بعد ابھی زکوٰۃ نہیں دی تھی کہ سارا مال

برباد ہو گیا یا سارا مال اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا تو اس کی زکوٰۃ بھی معاف ہو جائے گی۔

اگر سارا مال برباد نہیں ہوا؛ بلکہ تھوڑا مال برباد ہوا یا تھوڑا مال خیرات کیا تو جتنا مال خیرات کیا یا برباد ہو گیا اس کی زکوۃ معاف ہو جائے گی اور باقی کی زکوٰۃ واجب ہو گی۔

## زکوٰۃ کے مَصرَف کا بیان

جس شخص کو زکوٰۃ دینے کی اجازت ہے اُسے زکوٰۃ کا ''مصرف'' کہتے ہیں اور زکوٰۃ کے مصارف سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

**سوال**: وہ کون کون ہیں؟

**جواب**: اِس زمانے میں زکوٰۃ کے مصارف یہ ہیں:

(۱) فقیر؛ یعنی وہ شخص جس کے پاس مال سامان ہے؛ لیکن نصاب کے برابر نہیں ہے۔

(۲) مسکین؛ یعنی جس کے پاس کچھ بھی نہیں۔

(۳) قرض دار؛ یعنی وہ شخص جس کے ذمّے لوگوں کا قرضہ ہو اور (قرض کے علاوہ) نصاب کے برابر کوئی مال اس کے پاس نہ ہو۔

(۴) مسافر؛ یعنی جو سفر کی حالت میں محتاج ہو گیا ہو، اُسے ضرورت اور حاجت جتنی زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

سوال: کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے؟

جواب: (۱) مال دار کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے یا نصاب کے برابر قیمت کا کوئی اور مال موجود ہے اور اس کی اصلی ضرورتوں سے زیادہ ہے، جیسے کسی کے پاس تانبے کے برتن روزانہ کی ضرورت سے زائد رکھے ہوئے ہیں اور اس کی قیمت نصاب جتنی ہے اُس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں؛ اگرچہ خود اُس پر ان برتنوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۲) سید اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے، اگر ان کی خدمت کرنی ہے تو زکوٰۃ اور سود کے علاوہ کوئی اور رقم بطورِ ہدیہ پیش کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کو جو خاندانی نسبت ہے اس کے احترام کا یہی تقاضا ہے۔

(۳) اپنے ماں - باپ، دادا - دادی، نانا - نانی؛ چاہے اور اوپر کے ہوں۔

(۴) بیٹا - بیٹی، پوتا - پوتی، نواسا - نواسی، چاہے اور نیچے کے ہوں۔

(۵) شوہر اپنی بیوی کو، اور بیوی اپنے شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔

(۶) غیر مسلم کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے؛ البتہ زکوٰۃ کے علاوہ باقی نفلی صدقات اور خیرات وغیرہ دے سکتے ہیں۔

(۷) مال دار آدمی کی نابالغ اولاد کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

سوال: بنو ہاشم سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: بنو ہاشم سے مراد حارث ابن عبد المطلب، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد مراد ہیں۔

**سوال:** کن کاموں میں زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں ہے؟

**جواب:** جن کاموں میں کسی حق دار کو مالک نہ بنایا جائے اُن میں زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

مثلاً میت کے کفن دفن میں زکوٰۃ کا مال دینا، یا میت کا قرضہ ادا کرنا، یا مسجد کی تعمیر یا مسجد کے دوسرے ضروری کاموں میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

## مسائل

① اگر کسی شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سید تھا یا مال دار تھا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی، پھر سے دینا واجب نہیں ہے۔

② کسی شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اپنا باپ یا ماں یا اولاد میں سے کوئی تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

③ سب سے پہلے اپنے رشتے داروں کو، جیسے بھائی، بہن، بھتیجے، بھتیجیاں، بھانجے، بھانجیاں، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، ساس، سسر، داماد وغیرہ میں سے جو بھی حاجت مند اور حق دار ہو ان کو دینا افضل ہے اور انھیں دینے میں بہت زیادہ ثواب ہے، ان کے بعد اپنے پڑوسیوں یا اپنے شہر کے لوگوں میں سے جو زیادہ حاجت مند ہو ان کو دینا افضل ہے، پھر جن کو دینے میں دین کا زیادہ نفع ہو ان کو دینا افضل ہوگا، جیسے دینی مدرسے کا طالبِ علم۔

④ زکوٰۃ ادا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی ہے وہ

کسی مسلمان حق دار کو خاص اللہ کے واسطے زکوٰۃ کی نیت سے دے دیں اور اسے مالک بنا دیں۔

۵ کسی شخص کو اپنی طرف سے زکوٰۃ ادا کرنے کا وکیل (نائب) بنا کر زکوٰۃ کی رقم دے دیں کہ وہ مستحق لوگوں پر خرچ کر دے یہ بھی جائز ہے۔

۶ کسی کے پاس ایک مکان ہے جس میں وہ رہتا ہے یا اس کے کرایہ سے وہ اپنا گزارا کرتا ہے، اُس کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہیں ہے؛ بلکہ تنگی کی حالت میں ہے اُسے زکوٰۃ دینا جائز ہے؛ کیوں کہ یہ مکان اس کی اصلی حاجت میں داخل ہے؛ البتہ اس کے پاس اصلی حاجت سے زائد مال ہو اور وہ نصاب جتنا ہو تو اُسے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔

## صدقۂ فطر کا بیان

صدقۂ فطر کے معنیٰ: وہ صدقہ جو رمضان کے ختم پر روزہ کھل جانے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر ادا کریں، اُسے ''صدقۂ فطر'' کہتے ہیں۔

عید الفطر کے معنیٰ: خوشی منانے کا وہ دن جو رمضان کے ختم پر روزہ کھلنے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر منائیں، اُس کو ''عید الفطر'' کہتے ہیں۔

## صدقۂ فطر کی مقدار

۱ گیہوں یا گیہوں کا آٹا، یا ستّو، نئے حساب سے ایک کلو ۷۵۰/ گرام۔

(۲) جَو یا جَو کا آٹا یا جَو کے ستّو ، ۳؍کلو ۵۰۰؍گرام (ساڑھے تین کلو)۔

(۳) گیہوں اور جَو کے علاوہ اور کوئی اناج ، جیسے چاول ، باجرہ ، جوار وغیرہ دیا جائے تو اتنا دیا جائے جتنا پونے دوکلو گیہوں یا ساڑھے تین کلو جَو کی قیمت میں آتا ہو، یہ ایک شخص کا صدقۂ فطر ہے۔

(۴) کھجور اور کشمش اگر دینا ہو تو ۳؍کلو ۵۰۰؍گرام (ساڑھے تین کلو)۔

## صدقۂ فطر واجب ہونے کا وقت

عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی یہ صدقہ واجب ہوتا ہے؛ لہذا جو شخص صبح صادق سے پہلے مرگیا اُس کے مال میں سے صدقۂ فطر نہیں دیا جائے گا اور جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا ہو اُس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا۔

## سوالات وجوابات

**سوال**: صدقۂ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟

**جواب**: ہر مسلمان آزاد پر۔مرد ہو یا عورت۔ جب کہ وہ نصاب جتنے مال کا مالک ہو صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، اگر وہ کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھ سکا تب بھی اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

**سوال**: صدقۂ فطر کس کس کی طرف سے دینا واجب ہے؟

**جواب**: ہر نصاب کے مالک شخص پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ

اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے؛ لیکن نابالغ بچوں کا اپنا مال ہو تو ان کے مال میں سے ادا کرے۔

**سوال:** صدقۂ فطر ادا کرنے کا بہتر وقت کیا ہے؟

**جواب:** عید کے دن عید گاہ جانے سے پہلے ادا کرنا بہتر ہے اور نماز کے بعد ادا کرے تب بھی جائز ہے اور جب تک ادا نہ کرے اُس کے ذمّے ادا کرنا واجب رہے گا؛ چاہے کتنی ہی مدت گذر جائے، اسی طرح عید کے دن سے پہلے رمضان شریف میں ادا کر دے تب بھی جائز ہے۔

**سوال:** صدقۂ فطر کن لوگوں کو دینا چاہیے؟

**جواب:** جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اُنھیں صدقۂ فطر دینا بھی جائز ہے اور جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے ان کو صدقۂ فطر دینا بھی جائز نہیں ہے۔

**سوال:** ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دینا یا تھوڑا تھوڑا کئی فقیروں کو دینا بھی جائز ہے؟

**جواب:** ایک آدمی کا صدقۂ فطر کئی فقیروں کو دینا بھی جائز ہے، اسی طرح کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک آدمی کو بھی دے سکتے ہیں۔

**سوال:** جن لوگوں پر زکوٰۃ یا صدقۂ فطر واجب ہے وہ زکوٰۃ یا صدقۂ فطر لے سکتے ہیں یا نہیں؟

**جواب:** نہیں لے سکتے، کوئی فرض یا واجب صدقہ ایسے لوگوں کو لینا جائز نہیں ہے۔

# قربانی کے مسائل

**مسئلہ:** جس پر صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے قربانی کی عید کے دنوں میں اسی پر قربانی واجب ہوتی ہے؛ البتہ مسافر پر قربانی واجب نہیں ہوتی۔

**مسئلہ:** اگر ۱۲/ ذی الحجہ کو سورج ڈوبنے سے پہلے مسافر وطن لوٹ آیا یا کہیں پندرہ روز قیام کا ارادہ کر لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

**مسئلہ:** اگر ۱۲/ ذی الحجہ کو سورج ڈوبنے سے پہلے غریب آدمی نصاب کا مالک ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی، اگر ذبح کا وقت نہ مل سکے تو اگلے روز اس کی قیمت صدقہ کرے۔

**مسئلہ:** قربانی صرف اپنی طرف سے واجب ہوتی ہے، اولاد کی طرف سے قربانی واجب نہیں ہوتی، اگر بیوی نصاب کی مالک ہے تو خود اُس پر اپنی قربانی واجب ہے اور یہ قربانی اپنے پاس سے کرے گی۔

**مسئلہ:** اگر اللہ پاک نے توفیق دی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیت اور اپنے ماں باپ اور پیر اور استادوں کی روح کو اور امت کو ثواب پہنچانے کے لیے بھی قربانی کرنی چاہیے۔

اس طرح ثواب پہنچانا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت ہے۔

**مسئلہ:** ذی الحجہ کی دسویں تاریخ سے لے کر ۱۲/ ذی الحجہ کے سورج ڈوبنے تک قربانی کا وقت ہے، جس دن چاہے قربانی کر سکتے ہیں؛

لیکن بہتر پہلے دن؛ یعنی دسویں ذی الحجہ کے دن قربانی کرنا ہے۔

**مسئلہ:** قربانی کے ان تین دنوں میں رات میں بھی قربانی کر سکتے ہیں اور دن میں بھی؛ لیکن بہتر دن میں قربانی کرنا ہے۔

**مسئلہ:** قربانی کرنے والا جب تک عید کی نماز سے فارغ نہ ہو جائے قربانی کرنا درست نہیں ہے؛ البتہ اگر آپ دیہات میں رہتے ہیں جہاں عید کی نماز واجب نہیں ہوتی وہاں صبح صادق کے بعد اور عید کی نماز سے پہلے بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔

**مسئلہ:** ذبح کے وقت ذبح کرنے والے کو ''بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہنا ضروری ہے اور جو آدمی اس کے ساتھ جانور کو قابو میں رکھنے میں شریک ہے وہ بھی ''بسم الله، الله أكبر'' پڑھے۔

**مسئلہ:** قربانی کے وقت دل سے یہ ارادہ ضروری ہے کہ یہ قربانی میں اپنی طرف سے کر رہا ہوں اور نفل قربانی میں جس کو ثواب پہنچانے کے لیے یہ قربانی کر رہا ہے اس کی نیت کرے۔

**مسئلہ:** اگر کسی نے قربانی کی منّت مانی تھی کہ: میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اللہ کے لیے قربانی کروں گا۔ اللہ کے فضل سے وہ کام ہو گیا تو اب قربانی کرنا واجب ہے؛ چاہے مال دار ہو یا غریب۔

## قربانی کا جانور اور اس کے حصے

**مسئلہ:** اونٹ، بیل، گائے، بھینس، دنبا، بکرا، بھیڑ، ان جانوروں میں سے کسی کی بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔نر ہو یا مادہ۔ ہر ایک کی قربانی جائز ہے۔

**مسئلہ:** چھوٹے جانوروں میں ایک حصہ ہوتا ہے ؛ یعنی ایک چھوٹے جانور میں صرف ایک آدمی کی ہی قربانی کر سکتے ہیں، اُن میں دوسرے کا حصہ جائز نہیں اور بڑے جانوروں میں ؛ یعنی بیل، بھینس، اونٹ میں سات حصے ہوتے ہیں ؛ یعنی ایک بڑے جانور میں سات آدمی تک کی قربانی کر سکتے ہیں اور سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔

**مسئلہ:** بڑے جانوروں میں زیادہ سے زیادہ سات آدمی شرکت کر سکتے ہیں، آٹھ آدمی شریک نہیں ہو سکتے ؛ لیکن اگر سات سے کم آدمی شریک ہوں تو جائز ہے، مثلاً: پانچ آدمی شریک ہوں، دو آدمی کے دو-دو، باقی تین کا ایک-ایک، اسی طرح چار آدمی شریک ہوں، جیسے تین آدمی کے دو-دو اور ایک کا ایک حصہ ؛ یعنی سات سے کم افراد شریک ہوں اس کی تمام صورتیں درست ہے۔

## نیت اور تقسیم

**مسئلہ:** ایک قربانی میں شریک تمام حصے دار کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو، اگر کسی حصے دار نے گوشت کھانے یا بیچنے کی نیت کی ہو تو کسی کی بھی

قربانی صحیح نہیں ہوگی۔

**مسئلہ:** ضروری ہے کہ پوری احتیاط کے ساتھ تول کر تمام حصے تقسیم کیے جائیں، اٹکل اور اندازہ سے تقسیم نہ کرے۔

**مسئلہ:** اونٹ کی کم سے کم عمر پانچ برس، گائے، بیل، بھینس کم از کم دو سال اور بکرا۔ بکری اور دنبہ کم از کم ایک سال کا ہونا چاہیے۔

**مسئلہ:** دنبہ اور بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دیا جائے تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو اس صورت میں چھ ماہ کے بھیڑ دنبوں کی بھی قربانی درست ہے، اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیے۔

**مسئلہ:** اندھا، کانا اور ایسا جانور جس کی ایک آنکھ کی تہائی روشنی جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو، تہائی یا تہائی سے زیادہ دم کٹ گئی ہو، ان کی قربانی درست نہیں ہے۔

**مسئلہ:** ایسا لنگڑا جانور کہ تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں زمین پر رکھا ہی نہ جاتا ہو یا رکھتا ہو؛ مگر اُس سے چل نہیں سکتا تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، اگر چلتے وقت وہ چوتھا پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اُس سے سہارا لیتا ہے؛ لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اُس کی قربانی جائز ہوگی۔

**مسئلہ:** اتنا دُبلا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

اگر دُبلا ہے؛ لیکن ایسا نہیں کہ مریل ہو گیا ہو، اُس کی قربانی درست ہے؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ قربانی کا جانور موٹا تازہ ہو۔

**مسئلہ:** جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں ہے اور اگر کچھ دانت گر گئے؛ لیکن جتنے گرے ہیں اُس سے زیادہ باقی ہیں تو اُس کی قربانی درست ہوگی۔

**مسئلہ:** جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے۔

**مسئلہ:** جانور کے کان تو ہیں؛ لیکن عیب دار چھوٹے چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

**مسئلہ:** جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں ہیں یا سینگ تو تھے؛ لیکن ٹوٹ گئے اس کی قربانی درست ہے؛ البتہ بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں ہے۔

**مسئلہ:** کسی شخص پر قربانی واجب نہیں تھی؛ لیکن اُس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہوگی۔

**مسئلہ:** اُس غریب آدمی کا۔جس پر قربانی واجب نہیں تھی۔قربانی کے لیے خریدا ہوا جانور گم ہو جائے تو اب اُس پر کچھ واجب نہیں ہے۔

لیکن اگر اُس نے قربانی کے لیے دوسرا جانور خرید لیا، پھر پہلا بھی مل گیا تو اُس پر دونوں کی قربانی واجب ہوگی۔

**مسئلہ:** اگر امیر آدمی جس پر قربانی واجب تھی اُس نے قربانی کا جانور خرید لیا اور وہ گم ہو گیا تو اُس پر دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر اُس نے قربانی کے لیے دوسرا جانور خرید لیا، پھر پہلا بھی مل گیا تو اُس پر صرف کسی ایک کی قربانی واجب ہوگی، دوسرے جانور کے بارے میں اُس کو اختیار ہوگا؛ چاہے اپنے پاس رکھے یا بیچ دے۔

## قربانی کا گوشت

**مسئلہ:** بہتر ہے کہ ایک تہائی حصہ فقیروں میں تقسیم کر دیا جائے؛ لیکن اگر فقیروں کا حصہ تہائی سے کم ہو گیا تب بھی صحیح ہے، باقی دو حصوں میں سے خود استعمال کرے اور دوست، احباب اور رشتے داروں کو پیش کرے۔

**مسئلہ:** اگر خوشی سے کسی مُردے کو ثواب پہنچانے کے لیے قربانی کرے تو اُس کے گوشت میں سے خود کھانا، کھلانا، بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا مسئلہ ہے۔

**مسئلہ:** اگر مرنے والے نے وصیت کر دی تھی کہ میرے چھوڑے ہوئے مال میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اس وصیت پر اُسی کے مال میں سے قربانی کی گئی تو اُس قربانی کے تمام گوشت اور پاؤں وغیرہ کو تقسیم کرنا واجب ہے۔

**مسئلہ:** منت کی قربانی کا تمام گوشت تقسیم کرنا ہوگا، خود نہیں کھا سکتا

ہے اور کسی مال دار کو نہیں دے سکتا ہے، اگر خود کچھ کھایا یا کسی امیر کو دیا تو اتنا گوشت خیرات کرنا پڑے گا۔

**مسئلہ:** قربانی کا گوشت یا چربی یا قربانی کا چمڑا وغیرہ قصائی کی مزدوری میں دینا درست نہیں ہے۔

اسی طرح ان چیزوں کو بیچنا یا کسی اور کو مزدوری میں دینا جائز نہیں ہے۔

## قربانی کا چمڑا

① قربانی کا چمڑا اپنے کام میں لا سکتے ہیں، مثلاً مصلیٰ تیار کروائیں یا ڈول وغیرہ بنوالیں۔

② اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی کو اللہ کے واسطے دے دیں۔

③ یہ بھی جائز ہے کہ آپ بیچ دیں اور جو قیمت ملے وہ ان ضرورت مندوں کو دے دیں جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

④ چمڑے کی قیمت مسجد یا کسی ایسے نیکی کے کام میں خرچ نہیں کر سکتے جس میں کسی کو معین طور پر مالک نہ بنایا جا سکتا ہو، مثلاً کسی مردہ کے کفن دفن میں خرچ نہیں کر سکتے؛ البتہ میت کے کسی ضرورت مند وارث کو دے سکتے ہیں کہ وہ اگر چاہے تو اس مردہ کے کسی کام میں اپنی طرف سے لگا دے۔

⑤ چمڑے کی قیمت کسی مدرسے میں دے سکتے ہیں اور مدرسے کے ذمے دار کو وکیل بنا دیں؛ تا کہ وہ اس قیمت کو غریب طلبہ پر خرچ کریں۔

# قربانی کرنے کا طریقہ

قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹاؤ اور یہ دعا پڑھو:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○

اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○

اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ.

ترجمہ: یقین کے ساتھ میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کرلیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، میں بالکل سیدھے راستے پر ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

یقیناً میری نماز اور میری قربانی (ہر ایک عبادت) اور میرا جینا اور میرا مرنا سب عالموں کے رب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، اس (اللہ تعالیٰ) کا کوئی شریک نہیں ہے اور اسی بات کا مجھ کو حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان (یعنی فرماں بردار) ہوں۔

اے اللہ! تیری طرف سے اور تیرے ہی لیے ہے۔

پھر بِسْمِ اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرو، ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

ترجمہ: اے اللہ! آپ اس کو میری طرف سے قبول فرمالیجیے، جیسے کہ آپ نے اپنے حبیب محمد ﷺ اور اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام سے قبول کیا۔

نوٹ: اگر جانور خود کی قربانی کا نہ ہو تو ذبح کرنے والا ''مِنِّی'' کی جگہ ''مِنْ فلان'' کہہ کر اس کا نام لیوے۔

بہتر ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرو؛ ورنہ کم سے کم قربانی کے وقت وہاں موجود رہو اور اوپر کی لکھی ہوئی دعائیں پڑھو۔

## حج کا بیان

جو شخص اپنے اہل و عیال اور اس پر جن کی ذمّے داری ہے ایسے لوگوں کی تمام ضروریات پوری کرنے کے بعد بیت اللہ کا سفر کرسکتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھر جا کر حج ادا کرے۔

## حج کی فضیلت

حج کا بڑا ثواب ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: حجِ مبرور کا بدلہ جنت ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

انسان کا حج مقبول ہو جائے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

سوال: حج کس پر فرض ہے؟

جواب: ایسے عقل مند، بالغ، مسلمان پر حج فرض ہے جو بال بچوں کی ضروریات اور قرض وغیرہ کی ادائیگی کے بعد اتنے پیسے رکھتا ہو کہ مکہ جا کر واپس آنے تک اپنا سفر کا خرچ اس کے پاس موجود ہو اور راستہ امن والا ہو۔

## حج کے فرائض

حج کے دو فرض ہیں:

① عرفہ میں ٹھہرنا؛ یعنی احرام کی حالت میں نویں ذی الحجہ کو زوال کے وقت سے دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک ''عرفات'' کے میدان میں کسی وقت ٹھہرنا؛ چاہے ایک گھڑی کے لیے ہو۔

② طوافِ زیارت کرنا؛ یعنی دسویں ذی الحجہ کی صبح سے بارھویں ذی الحجہ کی شام تک بیت اللہ کا طواف کرنا۔

## حج کی قسمیں

حج تین قسم کا ہوتا ہے: ① افراد ② قِران ③ تمتّع۔

① اِفراد: اُس میں میقات سے حج کا احرام باندھ کر صرف حج ہی ادا کیا جاتا ہے۔

فائدہ: میقات؛ یعنی کچھ خاص خاص جگہیں شریعت میں طے کی گئی ہیں کہ جو بھی مکہ جانا چاہتا ہو وہ وہاں سے احرام باندھ کر ہی گزرے۔

فائدہ: ہوائی جہاز میں اعلان ہوتا ہے کہ میقات آ رہا ہے اور گاڑی

سے سفر کے وقت بھی میقات کا بورڈ اور نشانات آتے ہیں۔

۲ قِران: حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ میقات سے باندھ کر دونوں ایک ہی احرام سے ادا کیے جاتے ہیں۔

۳ تَمَتُّع: اُس میں پہلے احرام باندھ کر عمرہ کرلیا جاتا ہے، اُس کے بعد دوسرے احرام سے حج کر لیتے ہیں۔

دسویں ذی الحجہ کو ایک بڑے شیطان کو کنکری مارنے کے بعد اِفراد والے حج میں قربانی مستحب ہے اور قران اور تمتع میں قربانی واجب ہے، احناف کے یہاں سب سے افضل قران ہے، اس کے بعد تمتع افضل ہے۔

## عمرہ کا بیان

عمرہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، عمرہ کے لیے احرام باندھنا ''شرط'' ہے اور طواف کرنا ''رکن'' ہے۔ صفا، مروہ کے درمیان سعی کرنا اور آخر میں بال کتروانا یا منڈوانا ''واجب'' ہے۔

عمرہ کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے؛ البتہ حج کے دنوں میں؛ یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرھویں ذی الحجہ تک مکروہِ تحریمی ہے۔

## احرام میں جو چیزیں منع ہیں

۱ بیوی کا بوسہ لینا، جماع کرنا۔

۲ ساتھیوں سے لڑنا جھگڑنا۔

③ زمین کے جانور کا شکار کرنا، دوسروں کو شکار کا پتہ بتانا، کسی بھی طرح شکاری کی مدد کرنا، شکار کو بھگانا، شکار کا پر یا بازو اُکھاڑنا، شکار بیچنا یا خریدنا، شکار کا دودھ نکالنا اور شکار کے انڈے توڑنا یہ سب منع ہے۔

۵ سلے ہوئے کپڑے پہننا یا ایسا جوتا یا موزہ پہننا جس میں بیچ کی ہڈی چھپ جائے۔

بیچ کی ہڈی سے مراد وہ جگہ ہے جہاں جوتوں کی رسی باندھتے ہیں۔

۵ ناخن یا بال کاٹنا یا کٹوانا۔

۶ بدن سے میل کچیل نکالنا یا جُو مارنا۔

۷ خوشبو استعمال کرنا۔

۸ بالوں میں تیل لگانا یا خضاب (مہندی) کرنا۔

فائدہ: حج صرف مال دار پر فرض ہے؛ اس لیے حج کا طریقہ اور اس کے زیادہ مسائل یہاں بیان نہیں کیے گئے ہیں، جب اللہ توفیق دے اُس وقت مسائل سیکھ کر ہی حج یا عمرہ کرنا۔

## تیسرا باب: سیرت

# عشرۂ مبشرہ کا مختصر تعارف

## عشرۂ مبشرہ

''عَشَرَہ'' یعنی دس اور ''مُبَشَّرَہ'' جن کو خوش خبری دی گئی ؛یعنی وہ دس صحابہ رضی اللہ عنہم جن کو دنیا میں جنت کی خوش خبری مل گئی۔

یہ وہ دس صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں ایک ایک کا نام لے کر جنت کی خوش خبری دی، وہ دس صحابہ رضی اللہ عنہم یہ ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (۴) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ (۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (۶) حضرت زبیر ابن العوّام رضی اللہ عنہ (۷) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (۸) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۹) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت ابوعبیدہ بن الجرّاح رضی اللہ عنہ۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، سعید بن زید جنتی ہیں اور ابوعبیدہ ابن الجرّاح جنتی ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح ۲/۲۵۵)

اہل سنت میں سے بہت سے عالموں کا کہنا ہے کہ یہ دس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم باقی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور پوری امت سے افضل ہیں، اگرچہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جنّتی ہونے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش خبری الگ الگ موقعوں پر دی ہے؛ لیکن ان دس کو ایک ساتھ ایک ہی مجلس

میں دی ہے۔

پہلے چار؛ یعنی (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (۴) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حالات چوتھے حصے میں تم پڑھ چکے ہو، اب یہاں باقی چھ صحابہ کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

## حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

نام: طلحہ۔ والد صاحب کا نام: عبید اللہ۔ کنیت: ابومحمد۔ لقب: طلحۃ الجُوْد (سخاوت والے)، طلحۃ الخیر (بھلائی والے)۔ قبیلہ: تیمی قریشی۔

پیدائش: ہجرت سے ۲۸ سال پہلے۔ شہادت: جنگ جمل میں بروز جمعرات ۱۰/ جمادی الاخریٰ ۳۶ھ، بصرہ میں دفن ہیں۔ کل عمر: ۶۴ سال۔

یہ اسلام کی طرف پہل کرنے والوں میں سے ہیں، غزوۂ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت کی؛ اس لیے کہ بدر کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ قریش کے تجارتی لشکر کی خبر لانے کے لیے بھیجا تھا۔

احد کی لڑائی کے دن ایک وقت ایسا آیا کہ دشمنوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے تیروں کا نشانہ بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دینا چاہا، اس وقت جب کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر برابر تیر پھینکے جا رہے تھے، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچانے کی کوشش کی، اسی حال میں ہاتھ ایسا زخمی ہو گیا کہ ڈھال ہاتھ سے گر گئی، تو انھوں نے خود اپنی ذات اور اپنے پورے جسم اور

خاص طور سے اپنے ہاتھ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آنے والے ہر تیر کو روکا، جس کی وجہ سے ایک ہاتھ بالکل شل (بیکار) ہوگیا اور پورا جسم گویا تیر لگ لگ کر چھلنی ہوگیا، ان کے جسم کے اوپر اسّی سے زیادہ زخم شمار تھے، ایک تیر پیشانی پر لگا، پاؤں کی رگ کٹ چکی تھی، ہاتھ شل ہوگیا تھا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے ارادے کے مطابق زندہ رہے اور احد کے بعد بھی تقریباً تمام ہی غزوات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔

## چلتے پھرتے شہید

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو یہ بات خوش کرتی ہو کہ وہ زمین پر چلتا پھرتا (زندہ) شہید دیکھے تو چاہیے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔ (ترمذی ۲/۲۱۵)

## طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کی لڑائی کے موقع پر دو زرہیں پہن رکھی تھیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چٹان پر چڑھنا چاہا؛ مگر چڑھ نہ سکے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے (تا کہ آپ ان کے اوپر قدم مبارک رکھ کر کے پتھر کی اس چٹان تک پہنچ سکیں، چنانچہ) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان پر اپنا پاؤں مبارک رکھ کر پتھر کی اس چٹان تک پہنچ گئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا: طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب (یعنی پکّی) کر لی۔ (ترمذی ۲/۲۱۵)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تقریباً پچیس سال زندہ رہے۔

## حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

نام: زبیر۔ والد صاحب کا نام: عوّام۔ کنیت: ابوعبداللہ۔ قبیلہ: اسد قریشی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے لڑکے ہیں۔ چھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، آپ نے اسلام کے لیے سب سے پہلے تلوار اٹھائی۔ ولادت: ہجرت سے ۲۸ سال پہلے۔ شہادت: ۳۶ھ بصرہ میں عمرو بن جُرموز نے شہید کیا۔ کل عمر: ۶۴ سال۔ پہلے وادیٔ سِباع میں قبر تھی، بعد میں بصرہ لے جا کر دفن کیا گیا۔

## حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حواری

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: خندق کی لڑائی کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو دشمن قوم (کے لشکر) کی خبر لائے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں (خبر لاؤں گا)، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے لیے حواری (یعنی خاص مخلص دوست) ہوتے ہیں، اور میرے حواری زبیر ہیں۔ (مسلم ۲/ ۲۸۱)

اس نازک وقت میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے اس طرح بے خوف اکیلے دشمن کے لشکر میں جا کر آنے سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے متاثر تھے کہ فرمایا:

فِدَاکَ أَبِي وَأُمِّي؛ یعنی میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

یقیناً حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی یہ بڑی فضیلت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میرے دونوں کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زبان سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے: طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔ (ترمذی ۲/۲۱۵)

## حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

نام: عبد الرحمٰن۔ والد صاحب کا نام: عوف۔ کنیت: ابو محمد۔ قبیلہ: زہری، قریشی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ولادت: ہاتھی والوں کے قصے کے دس سال بعد۔ وفات: مدینہ میں ۳۲ھ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ کل عمر: ۷۲ سال۔

## احد کی لڑائی میں استقامت اور فرشتوں کا ان کی مدد کرنا

حضرت حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کی لڑائی کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''تم نے عبد الرحمٰن بن عوف کو دیکھا ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''ہاں! اے اللہ کے رسول! میں نے ان کو پہاڑ کے کالے پتھروں والے حصے کی طرف دیکھا ہے،، ان پر مشرکین کی ایک جماعت حملہ کررہی تھی، میں نے ان کے پاس جانے کا ارادہ کیا؛ تاکہ میں ان

کو بچاؤں کہ اسی وقت میری نظر آپ پر پڑی تو میں آپ کی طرف چلا آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کے فرشتے عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ مل کر دشمنوں سے جنگ کر رہے ہیں''۔

(حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات سننے کے بعد میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آیا تو میں نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ سات مشرکوں کی لاشیں ان کے پاس پڑی تھیں، میں نے ان سے کہا: آپ کامیاب رہیں، کیا ان سب کو تم نے قتل کیا ہے؟

انھوں نے کہا: یہ اَرطاۃ بن عبد شرحبیل اور یہ دو، ان کو تو میں نے قتل کیا ہے۔ باقی یہ چار، میں نے نہیں دیکھا کہ ان کو کس نے قتل کیا ہے۔ (ان کا یہ جواب سن کر) میں نے کہا ''سچے ہیں اللہ اور اس کے رسول (یعنی فرشتوں نے ان کو قتل کیا ہے)۔ (از: معارف الحدیث: ۸/ ۲۷۷)

## آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کی

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشری تقاضے سے تشریف لے گئے اور واپس لوٹنے میں دیر ہوگئی، فجر کی نماز میں جب زیادہ دیر ہونے لگی تو مشورہ

سے طے ہوا کہ اب نماز ادا کر لی جائے اور لوگوں نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امام بنا کر نماز شروع کر دی، جب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو نماز کی ایک رکعت ہو چکی تھی اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، جب حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کا پتہ لگا تو چاہا کہ پیچھے ہٹ کر جماعت میں شامل ہو جائیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اشارہ فرمایا کہ: تم اپنی جگہ پر رہو۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رکعت حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں ادا کی، پھر جب حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقیہ ایک رکعت پوری فرمائی۔ (مشکاۃ المصابیح: ۱/ ۵۳)

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ خاص مرتبہ بھی حاصل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اقتدا میں نماز ادا کی۔

## سید المسلمین؛ یعنی مسلمانوں کے سردار

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اُمِ کلثوم بنت عقبہ سے دریافت کیا: (یہ بات صحیح ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے فرمایا تھا کہ تم عبد الرحمن بن عوف سے نکاح کر لو جو ''سید المسلمین'' ہیں؟ اُمِ کلثوم نے کہا کہ: ہاں! بے شک، (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے یہی ارشاد فرمایا تھا)۔

## ایک تاریخی (ऐतिहासिक) نکاح

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں قبیلۂ بنو اشہل کی ایک شریف عورت، حضرت انس بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کیا۔

نکاح کے بعد حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر ان پر پڑی تو کپڑے پر نکاح کی نشانی نظر آرہی تھی، پوچھا: عبد الرحمن! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے نکاح کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی بیوی کو مہر میں کیا دیا؟ جواب میں کہا: ایک گٹھلی سونا جو پانچ درہم کے برابر ہوتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہوا:

ولیمہ کرو؛ چاہے ایک بکری کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ تمھارے مال میں برکت دے۔

یہ نکاح ایک عام نکاح نہیں تھا؛ بلکہ یہ نکاح ایک تاریخی امتیازی حیثیت رکھتا تھا؛ اس لیے کہ یہ وہی نکاح تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے کیا گیا تھا، اسی نکاح سے ولیمہ کی دعوت بطورِ سنت شروع ہوئی اور بطورِ خاص اسی نکاح کے موقع سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں وہ دعا دی جس نے ان پر دنیا کی برکت کے دروازے کھول دیے گئے۔

حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: وہ دن ہے اور آج کا دن، دنیا پوری برکات اور فوائد کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوئی اور میری تجارت کی

کامیابیوں کا یہ حال ہوگیا کہ میں کسی پتھر کو اٹھاتا ہوں تو مجھے اس بات کی امید ہوتی ہے کہ اس کے نیچے مجھے سونا یا چاندی کا ٹکڑا ملے گا۔ (از عشرۂ مبشرہ)

## حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

نام: سعد۔ والد صاحب کا نام: مالک بن وُہیب۔ کنیت: ابو اسحاق۔ والد کی کنیت: ابو وقاص۔ خاندان: قریشی، زہری۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر چلایا۔ ولادت: ہجرت سے تیئیس (۲۳) سال پہلے۔ وفات: ۵۵ھ میں مدینہ میں، مروان بن الحکم نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال: ۵۸۶)

## اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ماں نے کھانا پینا چھوڑ دیا

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سترہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایمان واسلام کی دعوت قبول کرنے والے تیسرے آدمی ہیں، ان سے پہلے صرف اللہ کے دو بندوں نے اسلام قبول کیا تھا، ان کی والدہ نے ان پر بہت دباؤ ڈالا کہ وہ اپنے باپ، دادا کا شرک والا مذہب چھوڑ کر اِس نئے دین (اسلام) کو قبول نہ کریں، جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہوئے تو ماں نے قسم کھالی کہ جب تک تو میری بات نہیں مانے گا نہ کچھ کھاؤں گی، نہ کچھ پیوں گی۔

اسی کے مطابق ماں نے عمل شروع کر دیا، کئی دن تک نہ کچھ کھایا، نہ پیا، اِس درمیان میں تین دفعہ ان پر بے ہوشی بھی طاری ہوئی؛ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کو منانے کی کوشش تو کرتے رہے؛ مگر اسلام چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔

ایک روایت میں ہے کہ اِسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا. (لقمان:۱۵) (مسلم شریف:۲/۲۸۱)

ترجمہ: اور اگر وہ دونوں (یعنی ماں باپ) تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک کر جس (کے معبود ہونے) کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں تو تو ان دونوں کی بات مت مان اور تو ان دونوں کے ساتھ دنیا میں بھلائی کے ساتھ رہ۔

## حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ایک خاص خوبی

احد کی لڑائی کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا سَعْدُ! اِرْمِ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي. (مسلم:۲/۲۸۰)

اے سعد! تیر چلاتے رہو، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

یقیناً آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یہ ہمت افزائی تھی۔

## اسلامی جہاد کی تاریخ میں سب سے پہلا تیر چلانے والے

ہجرت کے پہلے ہی سال صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو۔جس میں

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کے لیے روانہ فرمایا تھا، اِس جہاد میں حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلا تیر چلایا۔

## حضرت سعد رضی اللہ عنہ ''مستجاب الدعوات'' تھے

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اے اللہ! سعد کی دعا قبول فرما جب وہ دعا کریں۔ (ترمذی: ۲/۲۱۶)

چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ''مستجاب الدعوات'' مشہور تھے، جو بھی دعا کرتے اللہ تعالیٰ قبول فرماتے۔

## ایک عبرت ناک واقعہ

کوفہ کے ایک آدمی اسامہ بن قتادہ نے مسجد میں سب کے سامنے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تین غلط شکایتیں کیں:

یہ سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تین بددعائیں دیں: اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے اور محض مشہور ہونے کے لیے کھڑا ہوا ہے تو اس کی زندگی لمبی کر، اس کی غریبی لمبی کر، اور اس کو فتنوں کا نشانہ بنا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے، ان کی بددعا قبول ہوئی؛ چنانچہ اُس بدنصیب کی عمر اتنی لمبی ہوئی کہ بھنویں آنکھوں پر گر پڑیں، کوئی چیز دیکھنی ہو تو بھنووں کو اُٹھا کر دیکھتا، راستوں میں لوگوں سے مانگتا پھرتا، اور

عورتوں کو راستے میں چھیڑتا پھرتا، لوگ اُسے برا بھلا کہتے، وہ جواب دیتا: سعد کی بد دعا لگ گئی ہے۔ (از: بخاری شریف: ۱/ ۱۰۴)

عراق اور پورا ملکِ فارس (ایران) انھیں کی سرداری میں فتح ہوا۔

فتنوں کے زمانے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مدینۂ منورہ سے سات میل کے فاصلہ پر مقامِ ''عقیق'' میں اپنے لیے ایک مکان تعمیر کرایا تھا، اور اسی میں تنہائی اختیار کی، اخیر عمر میں بینائی جاتی رہی، ۵۵ھ میں ستر (۷۰) سال سے زائد عمر میں انتقال فرمایا۔

جنازہ کندھوں پر اٹھا کر مدینۂ منورہ لایا گیا اور مسجدِ نبوی میں نمازِ جنازہ ہوئی، مروان ابن حکم نے نمازِ جنازہ پڑھائی، پھر مقامِ ''بقیع'' میں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

''عشرۂ مبشرہ'' میں سب سے آخر میں وفات پانے والے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ (از: عشرۂ مبشرہ)

## حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

آپ کا نام: سعید۔ والد صاحب کا نام: زید بن عمرو بن نُفیل۔ کنیت: اَبُو الْاَعْوَر۔

شروع ہی میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور آپ کی بیوی حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تھا۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے میں آپ رضی اللہ عنہا کی قربانی

آپ نے تعلیم الدین کے چوتھے حصے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ پڑھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ان کی بہن فاطمہ اور بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا ہے تو وہ ان کے گھر گئے اور غصہ میں پوچھا: تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟۔

یہ سن کر بہن اور بہنوئی خاموش رہے۔

انھوں نے پھر کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور اپنے باپ دادا کے مذہب سے پھر گئے ہو، اتنا کہہ کر انھوں نے اپنے بہنوئی کو مارنا شروع کر دیا، بہن بچانے کے لیے آگے بڑھیں تو بہن کے سر پر لکڑی دے ماری، ان کے سر سے خون بہہ نکلا، اس وقت ان دونوں نے کہا کہ:

عمر! تم نے ٹھیک سنا، ہم مسلمان ہو چکے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں، تم سے جو ہو سکے کرلو، اسلام تو اب ہمارے دلوں سے نہیں نکل سکتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بہن کے لہولہان سر کو دیکھا اور ان کے یہ الفاظ سنے تو سارا غصہ ختم ہو کر رہ گیا، نرمی سے بولے: لاؤ! مجھے دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے!۔

بہن نے کہا: نہیں! تم ناپاک ہو؛ اس لیے تم اسے ہاتھ نہیں لگا سکتے،

اسے پڑھنا چاہتے ہو تو پہلے غسل کرو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غسل کرنے پر بہن نے قرآن کے اوراق دے دیے، ان پر سورۂ طٰہٰ کی شروع کی آیات لکھی ہوئی تھیں، انھوں نے جب ان آیات کو پڑھا تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا:

واہ! کتنا عمدہ اور اونچے درجے کا کلام ہے!

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلیا۔

مدینہ کے قریب "عقیق نامی" جگہ میں وفات پائی، امام بخاریؒ نے ۵۸ھ کو آپ کی وفات کا سال بتایا ہے۔ (التاریخ الکبیر ۳/ ۴۵۲)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کی جنازہ کی نماز پڑھائی، پھر آپ کی نعشِ مبارک کو مدینہ منورہ لایا گیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قبر میں اترے اور آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا انتقال کوفہ میں ہوا اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی، وہیں پر آپ رضی اللہ عنہ کی قبر بنی۔

## ایک حیرت انگیز قصہ

اروی نام کی ایک عورت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکومت کے زمانے میں آپ رضی اللہ عنہ کے خلاف مدینہ کے اس وقت کے حاکم مروان کی عدالت

میں دعویٰ کیا کہ: انھوں نے میری فلاں زمین دبالی ہے“۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو اس جھوٹے الزام سے بڑا صدمہ پہنچا، انھوں نے مروان سے کہا: کیا میں اس عورت کی زمین دباؤں گا؟ جب کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے کہ: ”جس شخص نے ظالمانہ طور (یعنی ناحق طریقے) پر کسی کی ایک بالشت زمین بھی غصب کرلی تو قیامت کے دن زمین کا وہ غصب کیا ہوا ٹکڑا ساتوں زمین تک ہار بنا کر اس ظالم کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

یہ روایت آپ رضی اللہ عنہ نے ایسے انداز میں کہی کہ: خود مروان بہت متأثر ہوا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: ”اب میں آپ سے کوئی دلیل اور ثبوت نہیں مانگتا“۔

اس کے بعد حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے (دکھے ہوئے دل سے) بددعا کی کہ: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ اس عورت نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو اس کو آنکھوں کی روشنی سے محروم کردے اور اس کی زمین ہی کو اس کی قبر بنادے۔

(واقعہ کے راوی حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) پھر ایسا ہی ہوا، میں نے خود اس عورت کو دیکھا ہے کہ آخر عمر میں نابینا ہوگئی اور خود کہا کرتی تھی کہ: حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی بددعا سے میرا یہ حال ہوا ہے، اور پھر ایسا ہوا کہ وہ ایک دن اپنی زمین ہی میں چلی جارہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر پڑی اور بس وہ گڑھا ہی اس کی قبر بن گیا۔ (از: حدیث کے اصلاحی مضامین)

## حضرت ابوعبیدہ ابن الجرّاح رضی اللہ عنہ

آپ کا نام: عامر۔ کنیت: ابوعبیدہ۔ لقب: امین الامّت ہے۔ آپ کے والد کا نام: عبداللہ اور دادا کا نام: جراح ہے۔

آپ اپنی کنیت کے ساتھ دادا کی طرف منسوب ہو کر ''ابوعبیدہ ابن الجراح'' سے مشہور ہوئے۔

پیدائش: ہجرت سے چالیس سال پہلے۔ وفات: ۱۸ھ۔

## آپ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ نبوت سے ''امین'' ہونے کا پروانہ ملا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر امت میں کوئی امین (امانت دار) ہوتا ہے، اور اے امتِ محمدیہ! ہمارے امانت دار ابوعبیدہ ابن الجراح ہیں۔ (بخاری شریف: ۱/ ۵۳۰)

قرآنِ پاک اور احادیثِ نبویہ میں ''امانت'' کا لفظ بہت وسیع معنی میں استعمال ہوا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق سے متعلق جو ذمہ داریاں کسی بندہ پر ہوں، صحیح اور پورے طور پر ان کو ادا کرنا۔

## آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنے دانت کی قربانی

شروع میں اسلام قبول کیا اور تمام غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ساتھ شریک رہے۔

غزوۂ احد میں جب لڑائی ختم ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: چوں کہ عبداللہ ابن قَمِئَہ کے وار کی وجہ سے خَود کے دو حلقے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسارِ مبارک میں چبھ گئے تھے؛ اس لیے میں آگے بڑھا اور نکالنا چاہا تو ابوعبیدہ فوراً بول پڑے: ابوبکر! خدا کے واسطے یہ خدمت مجھے کر لینے دو۔ میں رُک گیا، اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے۔ یہ سوچ کر کہ اگر ہاتھ سے کھینچ کر نکالتا ہوں تو میرے محبوب کو تکلیف ہوگی۔ اپنے دانتوں سے پکڑ کر نکالا، خَود کی دونوں کڑیوں کو نکالتے نکالتے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کے دو دانت گر گئے۔

سامنے کے دانت گر جانے سے عموماً چہرے کی خوب صورتی میں فرق آہی جاتا ہے؛ مگر دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے دانت گر جانے سے اُن کی خوب صورتی میں کمی آنے کے بجائے اور زیادہ ہوگئی تھی، خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: کوئی شخص جس کے سامنے کے دانت گرے ہوئے ہوں، ابوعبیدہ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گیا۔ [طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۹۸]

## حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا دل دہلا دینے والا ایک واقعہ

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے، اسی زمانے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کے دورے پر تشریف لائے، ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ:

مجھے اپنے گھر لے چلیے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: آپ میرے گھر آ کر کیا کریں گے، وہاں آپ کو شاید میری حالت پر افسوس کرنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو؟

لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصرار فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر (گورنر ہاؤس) لے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی سامان ہی نظر نہ آیا، گھر ہر قسم کے سامان سے خالی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حیران ہو کر پوچھا: آپ کا سامان کہاں ہے؟

یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایک طاق کی طرف بڑھے اور وہاں سے روٹی کے کچھ ٹکڑے اٹھا لائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو رو پڑے؛ حالاں کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ: وہ بہت ہی سادہ زندگی گزارتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''امیر المؤمنین! میں نے تو پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ آپ میری حالت پر افسوس کریں گے، بات دراصل یہ ہے کہ انسان کے لیے اتنا سامان کافی ہے جو اسے اپنی سونے کی جگہ یعنی قبر تک پہنچا دے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تواضع سے) فرمایا: ابوعبیدہ! دنیا نے ہم سب کو بدل دیا؛ مگر تمھیں نہیں بدل سکی۔

اللہ اکبر! وہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جس کے نام سے قیصرِ روم کی بڑی حکومت ہل جاتی تھی، جس کے ہاتھوں روم کے عظیم الشان قلعے فتح ہو رہے تھے اور جس کے قدموں پر روزانہ رومی مال و دولت کے خزانے ڈھیر ہوتے تھے، وہ روٹی کے سوکھے ٹکڑوں پر زندگی بسر کر رہے ہیں، دنیا کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ کر اسے اتنا ذلیل و رُسوا کسی نے کیا ہے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی جاں نثار تھے۔

## طاعونِ عمواس اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی وفات

جورڈن (Jordan) میں ایک جگہ کا نام "عمواس" ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اس جگہ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی اور طاعون (Plague) کی بیماری پھیلی اور اتنی خطرناک بیماری پھیلی کہ اس بیماری میں سینکڑوں صحابہ اور تابعین شہید ہو گئے۔ اس کو طاعونِ عمواس کہتے ہیں، یہ طاعون ۱۸ھ، مطابق ۶۳۹ء میں پھیلا تھا۔

## طاعون سے بچانے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط

جب اُردن اور شام میں وہ تاریخی طاعون پھیلا جس میں ہزاروں لوگ مر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا:

سلام کے بعد مجھے ایک ضرورت پیش آگئی ہے جس کے بارے میں آپ سے زبانی بات کرنا چاہتا ہوں، لہٰذا میں پوری تاکید کے ساتھ آپ کو کہتا ہوں کہ جیسے ہی آپ میرا یہ خط پڑھیں تو اسے اپنے ہاتھ سے رکھنے سے پہلے

فوراً میری طرف روانہ ہوجائیں۔

## حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ پوری زندگی امیر کی اطاعت کے پابند رہے؛ لیکن اِس خط کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ شدید ضرورت۔جس کے لیے مجھے مدینہ منورہ بلایا ہے۔صرف یہ ہے کہ وہ مجھے اِس طاعون والے علاقے سے نکالنا چاہتے ہیں اور موت سے بچانا چاہتے ہیں؛ چنانچہ یہ خط پڑھ کر انھوں نے ساتھیوں سے فرمایا: میں امیر المؤمنین کی ضرورت سمجھ گیا، وہ ایک ایسے شخص کو باقی رکھنا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں۔

یہ کہہ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ جواب لکھا:

امیر المؤمنین! آپ نے مجھے جس ضرورت کے لیے بلایا ہے وہ مجھے معلوم ہے؛ لیکن میں مسلمانوں کے ایک لشکر کے درمیان ہوں جس کے لیے میں اپنے دل میں یہاں سے ہٹ جانے کا کوئی جذبہ نہیں پاتا؛ لہذا میں ان لوگوں کو چھوڑ کر اُس وقت تک آنا نہیں چاہتا جب تک اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے بارے میں اپنی تقدیر کا یقینی فیصلہ نہیں فرمادیتے؛ لہذا امیر المؤمنین! مجھے اپنے اس حکم سے معاف فرمادیجیے اور مجھے یہاں اپنے لشکر ہی میں رہنے دیجیے۔

## جواب پڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا تو آنکھوں میں آنسو آگئے، جو لوگ پاس

بیٹھے تھے وہ جانتے تھے کہ شام سے خط آیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آب دیدہ دیکھ کر انھوں نے پوچھا: کیا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی؟۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہوئی تو نہیں؛ لیکن ایسا لگتا ہے کہ ہونے والی ہے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرا خط لکھا:

آپ نے لوگوں کو ایسی زمین میں رکھا ہوا ہے جو نشیب (نیچی) میں ہے، اب انھیں کسی اونچی جگہ پر لے جایئے جس کی ہوا صاف ستھری ہو۔

## حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب یہ خط حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو پہنچا تو انھوں نے مجھے بلا کر کہا کہ: امیر المؤمنین کا یہ خط آیا ہے، اب ایسی جگہ تلاش کیجیے جہاں لے جا کر لشکر کو ٹھہرایا جا سکے۔

میں جگہ کی تلاش میں نکلنے کے لیے پہلے گھر پہنچا تو دیکھا کہ میری اہلیہ طاعون میں مبتلا ہو چکی ہیں، میں نے واپس آ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بتایا۔

اس پر انھوں نے خود تلاش میں جانے کا ارادہ کیا اور اپنے اونٹ پر کجاوہ کسوایا، ابھی آپ نے اس کے رِکاب میں پاؤں رکھا ہی تھا کہ آپ پر بھی طاعون کا حملہ ہو گیا اور اسی طاعون کی بیماری میں اٹھاون (۵۸) سال کی عمر میں سنہ ۱۸ ھ کو آپ نے وفات پائی اور وہیں دفن کیے گئے۔

## حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر

الحمد للہ! بندے (مفتی محمود صاحب) نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے مزار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، جب ہم حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر پہنچے تو بے اختیار رونا آیا، ایسا لگتا تھا کہ خدا کی رحمت کھلم کھلی برس رہی ہے، وہاں دیر تک کھڑے رہے، ایصالِ ثواب کیا، بہت پر سکون جگہ ہے، جی نہیں چاہتا تھا کہ وہاں سے ہٹیں۔ (از: دیکھی ہوئی دنیا: ۳)

پیارے بچوں!

اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ: اللہ تعالیٰ ان پاک صحابۂ کرام کی زندگی کے مطابق ہمیں زندگی گزانا نصیب فرمائے اور قیامت کے دن ان پاک لوگوں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے، آمین۔

چوتھا باب

# آداب و اخلاق اور اسلامی تہذیب

# سڑک کے حقوق

پیارے بچو!

راستہ، سڑک اور فٹ پاتھ عام لوگوں کا راستہ ہے، یہ لوگوں کا حق ہے جو اِس حق پر قبضہ جماتا ہے وہ بہت ہی غلط کام کرنے والا ہے، ایسے ظالموں کی وجہ سے سڑکوں پر ایکسیڈنٹ ہوجاتے ہیں۔

لوگ ٹرکوں اور ٹرالیوں کو سڑکوں پر کھڑا کردیتے ہیں، رات کے اندھیرے میں کوئی کار اور موٹر سائیکل اس میں جا لگتا ہے اور لوگ موقع پر مرجاتے ہیں۔

شہروں اور دیہاتوں میں لوگ آہستہ آہستہ گھر کے حصے کو آگے بڑھاتے ہیں اور سڑک کو تنگ کردیتے ہیں، یہ حرام ہے۔

اسلام یہ بتلاتا ہے کہ: جو شخص راستہ تنگ کرے؛ چاہے وہ راستہ عام آبادی کا ہو یا عام راستہ، یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ بڑے سے بڑے عمل کو بھی ضائع کردیتا ہے۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں کہ: میں ایک سفر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا، راستے میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا تو لوگوں نے خیمے لگانے کی جگہوں میں تنگی کردی اور عام راستے کو بھی نہ چھوڑا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب پتا چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعلان کرنے والا بھیجا جس نے لوگوں میں

اعلان کیا:

جو شخص خیمہ لگانے میں تنگی کرے گا یا راستے پر خیمہ لگائے گا اس کا کوئی جہاد نہیں (یعنی ثواب نہیں ملے گا)۔ (ابوداؤد)

پیارے بچو!

سڑکوں پر جو "کیلومیٹر ستون" ہوتے ہیں ان پر لکھا ہوتا ہے کہ فلاں شہر اتنے کیلومیٹر کی دوری پر ہے، یہ اور اس طرح کی دیگر ہدایات والے بورڈ مسافروں کی رہنمائی کے لیے ہوتے ہیں، جو شخص اس رہنمائی کو مٹاتا ہے یا خراب کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

اس لعنت میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کسی کی زمین کی نشانیوں کو ختم کر کے ناجائز قبضے کرتے ہیں۔

## پبلک مقامات پر لعنتی لوگ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لعنت کے تین کاموں سے بچو:

١ جو شخص لوگوں کے راستے پر پاخانہ کرتا ہے۔

٢ پانی کے گھاٹ پر پاخانہ کرتا ہے۔

٣ لوگوں کے سائے میں پاخانہ کرتا ہے۔

ہمارے نبی ﷺ کی پیاری باتوں کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ: پبلک مقامات پر، صاف جگہوں پر، عام راستوں پر اور کچے پکے راستوں پر،

گندگی پھیلانا، تمباکو وغیرہ کھا کر تھوکنا، فحش مذاق کرنا، لوگوں کو ستانا، فلش میں گندگی ڈالنا، پانی نہ بہانہ، یہ سب لعنت کے کام ہیں۔

## راستے سے کانٹے اُٹھانے والا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک مرتبہ ایک شخص سڑک پر چل رہا تھا، اس نے دیکھا کہ راستے پر کانٹوں سے بھری ایک شاخ پڑی ہے، اس نے اُس شاخ کو ہٹا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اُس کے اس کام کو خوب پسند کیا اور اُسے بخش دیا۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص جو راستہ بھول چکا ہے اسے راستہ دکھلانا صدقہ ہے اور جو گلی اور بازار کا راستہ دکھا کر رہنمائی کرے اسے غلام آزاد کرنے جیسا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی فی کتاب البر)

اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے راستے پر بیٹھنے سے منع فرمایا اور اگر کوئی راستے پر بیٹھنا ہی چاہے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار اہم ہدایت دی ہے اور اسے راستے کا حق قرار دیا:

(۱) نظر نیچی رکھنا۔

(۲) راستے میں تکلیف کا ذریعہ نہ بننا۔

(۳) سلام کا جواب دینا۔

(۴) نیکی سکھانا اور برائی سے روکنا۔ (مسلم فی کتاب اللباس)

## عزت کی حفاظت

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مُردوں کو گالی مت دو، اس سے تم زندہ لوگوں کو تکلیف ہوگی۔ (ترمذی فی کتاب البر)

پیارے بچو! ذرا سوچو! ہمارا دینِ اسلام مرے ہوئے لوگوں کی عزت کی حفاظت کا حکم دیوے وہ زندوں کی عزت کی کتنی تاکید کرتا ہے؟

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یاد رکھو! وہ شخص برباد ہوگیا جس نے کوئی ظلم کرتے ہوئے کسی مسلمان کی عزت کو زبان کی قینچی سے کاٹ ڈالا۔

اللہ اللہ! یہ ہے ایک مسلمان کی آبرو اور عزت کی اہمیت کہ جسے برباد کرنے کے لیے لوگ ذرا بھی دیر نہیں لگاتے، صبر سے کام نہیں لیتے، ایک طرف سے بات سنی اور فوراً مؤمن کی عزت پر حملہ کرنے لگتے ہیں اور آگے پھیلانے میں بھرپور حصہ لیتے ہیں، یہ بہت غلط طریقہ ہے، حدیث میں ہے:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَاسَمِعَ. (مسلم)

ترجمہ: انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ جو بات وہ سنے وہ (بغیر تحقیق کے دوسروں کے سامنے) بیان کرے۔

## بال دور کرنے کا بیان

ناف کے نیچے کے بال کو مونڈنا اور بغل کے بال کو اُکھاڑنا دین اور انبیا علیہم السلام کی سنت ہے۔

ہر ہفتے ناف کے نیچے اور بغل کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا رکھنا مستحب ہے، ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو پندرھویں دن صاف کر لیا کریں، زیادہ سے زیادہ چالیس دن، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے، اگر چالیس دن گزر گئے اور بال صاف نہ کیے تو گنہ گار ہوگا۔ (عالمگیری، شامی)

مرد کو ناف کے نیچے کے بال استرے سے مونڈنا چاہیے، عورت کو استرا استعمال کرنا مناسب نہیں ہے؛ اس لیے وہ بال صاف کرنے والا صابون یا کوئی دوا استعمال کرے، مرد کو بھی ان چیزوں کا استعمال جائز ہے۔ (شامی)

بغل کے بالوں کا اُکھاڑنا سنت ہے، اس میں صفائی زیادہ ہے؛ لیکن اُکھاڑنا مشکل ہو تو اُسترے سے مونڈنا بھی درست ہے، شروع ہی سے اُسترا استعمال نہ کرے اور اُکھاڑنے کی عادت بنالے تو اکھاڑنا آسان ہے۔

ناپاکی کی حالت میں بال مونڈنا، ناخن کاٹنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

کاٹے ہوئے بال اور کاٹے ہوئے ناخن پائخانہ یا غسل خانہ میں چھوڑ دینا اچھا نہیں، بہتر یہ ہے کہ زمین میں دفن کر دے یا پانی سے بہا دے؛ تاکہ کسی کی نظر اُس پر نہ پڑے۔ (شامی، عالمگیری)

اس طرح کی بدن کی کوئی چیز یا استعمال کی ہوئی چیز کسی دشمن یا حسد کرنے والے کے ہاتھ میں آجاوے تو جادو کرانے کا بھی خطرہ ہے۔

ناخن دانت سے کاٹنا مکروہ ہے، اُس سے برص کی بیماری پیدا ہونے کا ڈر رہے۔ (عالمگیری)

## پانچواں باب: متفرقات

# قیامت کی نشانیاں

ہندوستان میں اسلامی تاریخ

ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کا کردار

## قیامت کی نشانیاں

پیارے بچو! قیامت کا آنا ایک یقینی بات ہے۔

دنیا کے بہت سارے مذاہب کسی نہ کسی شکل میں قیامت کو مانتے ہیں۔

قیامت کا آنا مسلمانوں کے بنیادی عقیدوں میں سے ایک بہت ہی اہم عقیدہ ہے؛ لیکن یہ قیامت کب واقع ہوگی؟ اس کا متعینہ (پکا) وقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بھی قیامت کے آنے کا وقت معلوم نہیں ہے، سورۂ لقمان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ. (لقمان: ۳۴)

ترجمہ: بے شک قیامت کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

دوسری جگہ سورۂ اعراف میں ارشاد ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ. (الأعراف: ۱۸۷)

ترجمہ: یہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں وہ کب قائم ہوگی؟ (اے نبی!) تم (ان کو) جواب دو کہ: اس کی خبر تو صرف میرے رب ہی کے پاس ہے، وہی (اللہ تعالیٰ) اس (قیامت) کو اس کے وقت پر ظاہر کریں گے۔

دیکھو! قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اتنا صاف صاف بتلا دیا کہ:

قیامت کب آئے گی؟ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

ہاں! قیامت کی بہت ساری علامتیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطے سے یہ تمام نشانیاں ہمیں بتلا دی ہیں اور ان تمام پر ہمارا ایمان ہے کہ یہ تمام باتیں سچ اور یقینی ہیں اور یہ تمام کی تمام نشانیاں وجود میں آ کر رہیں گی۔

قیامت کی کچھ نشانیاں زمین سے تعلق رکھتی ہیں، جیسے بڑے بڑے زلزلے کا آنا، قحط پڑنا، خسف: یعنی زمین میں دھنس جانا۔

اور کچھ نشانیاں انسانوں سے تعلق رکھتی ہیں، جیسے حدیث شریف میں آتا ہے کہ: عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوجائے گی اور مردوں کی کم۔

اور کچھ نشانیاں انسانوں کے اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں کہ لوگوں کے اخلاق اتنے برے اور اعمال اتنے خراب ہوجائیں گے کہ ان کو دیکھ کر ہی یقین ہوجائے گا کہ قیامت قریب ہے، جیسا کہ احادیثِ پاک سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ راستوں پر کھلے عام زنا کریں گے اور اس زمانے کا ولی وہ شخص بھی ہوگا جو اس طرح کھلے عام زنا کرنے والوں کو اتنا کہہ دے کہ: ایک طرف ہوجاؤ، سب کے سامنے اس طرح غلط کام نہ کرو۔

اِس سے اندازہ لگاؤ کہ اخلاق کتنے گر چکے ہوں گے اور انسانوں کی شرم وحیا قیامت سے پہلے بالکل ختم ہوچکی ہوگی۔

کچھ نشانیاں ایسی ہیں جن کا تعلق آسمان سے ہے، جیسا کہ آسمان پر خطرناک قسم کا دھواں ظاہر ہوگا۔

احادیث میں غور کرنے سے قیامت کی نشانیاں تین طرح کی معلوم ہوتی ہیں:

(۱) وہ نشانیاں جو دنیا کے آخری دور میں قیامت سے بہت پہلے پیش آئے گی، ان کو علاماتِ بعیدہ اور علاماتِ صغریٰ (چھوٹی نشانیاں) بھی کہا جاتا ہے، جیسے: خود نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانا قیامت کی علامت قرار دیا ہے، اسی طرح قرآنِ پاک میں ہے:

﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ [القمر: ۱]

ترجمہ: قیامت قریب آ لگی ہے اور چاند پھٹ گیا ہے۔

(۲) وہ نشانیاں جو قیامت کے قریب کے دور میں پیش آئیں گی؛ لیکن ان علامات کے بعد فوراً قیامت آ جائے ایسا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ ان کے کچھ فاصلے کے بعد قیامت آئے گی، جیسے ان گناہوں کا عام ہونا جن کی احادیث میں خبر دی گئی ہے، اسی طرح ایسے حالات پیش آئیں گے جو انسانوں کے لیے بہت ہی تعجب والے ہوں گے، جیسے نااہل لوگوں کو بڑے بڑے مرتبے اور عہدے ملنے لگیں، اولاد اپنی ماؤں پر اپنا حکم چلانے لگیں، معمولی قسم کے چرواہے اونچی اونچی عمارتیں بنانے لگیں وغیرہ۔

(۳) وہ علامات جو قیامت کے بالکل قریب زمانے میں پیش آئیں گی،

ان علامات کے ظاہر ہونے کے فوراً بعد مختصر وقت گزرنے پر قیامت واقع ہو جائے گی، جیسے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہونا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا، دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا، سورج کا مغرب سے نکلنا، صفا پہاڑ سے ایک جانور کا نکلنا اور اس کا لوگوں سے بات کرنا وغیرہ۔

## قیامت کی دس بڑی نشانیاں

حضرت حذیفہ ابن اُسید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو، پھر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دس نشانیاں گنوانا شروع کی:

(۱) دھویں کا ظاہر ہونا۔

(۲) دجال کا آنا۔

(۳) زمین سے ایک عجیب وغریب جانور کا نکلنا اور لوگوں سے بات چیت کرنا۔

(۴) سورج کا مغرب سے نکلنا۔

(۵) یاجوج ماجوج کا نکلنا۔

(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا۔

(۷) دنیا کے مغرب کی جانب میں خسف ہونا (زمین کا دھنسنا)۔

(۸) مشرق کے علاقوں میں خسف ہوگا۔

(۹) جزیرۃ العرب میں خسف ہوگا۔

یہ خسف کا عذاب دنیا میں تین جگہ آئے گا: ایک مشرقی علاقوں میں، دوسرا مغربی علاقوں میں اور تیسرا عرب میں بھی آئے گا۔

(۱۰) عدَن کے ایک غار سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف لے جائے گی۔

## دجال کا ظاہر ہونا

دجال کا معنی: بہت زیادہ دھوکا دینے والا ہے۔

دجال لوگوں کو دھوکا دے کر ان کو گمراہ کرے گا؛ اس لیے اس کا نام دجال ہے۔

دجال زمین میں سفر کرے گا؛ اس لیے اس کا لقب ''مسیح'' ہے۔

اس کی پیدائش کب اور کس جگہ ہوئی وہ ہم کو معلوم نہیں، اتنا ضرور ہے کہ دجال انسانوں ہی سے ہے اور یہ بڑا دجال یاجوج ماجوج کے خاندان ہی سے ہوگا اور دجال بانجھ ہوگا، اس کی کوئی اولاد نہ ہوگی؛ لیکن بری عادت والے لوگ اس وقت بھی اس کا خوب ساتھ دیں گے۔

دجال کا قد چھوٹا ہوگا اور پنڈلیوں کے درمیان فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کی چال لڑکھڑاہٹ والی ہوگی اور دجال کی چمڑی سفید ہوگی اور اس کی دونوں آنکھیں عیب والی ہوگی، بائیں طرف بالکل سپاٹ اور اس میں معمولی سا سوراخ ہوگا جس سے بالکل نظر نہیں آئے گا اور دائیں آنکھ باہر کی

طرف انگور کی طرح ابھری ہوئی ہوگی اور پیشانی کھلی ہوئی چوڑی ہوگی اور سر کے بال گھنے اور بہت زیادہ گھونگریالو ہوں گے۔

جب دجال ظاہر ہوگا تب نوجوان ہوگا؛ اگرچہ اس وقت اس کی عمر تقریباً ۱۴۵۰ سال سے زیادہ ہوچکی ہے۔

وہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہونے کے ساتویں سال خراسان، شام، عراق کے درمیان سے نکلے گا۔

حضرت مہدی رضی اللہ عنہ مکہ میں حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے بیچ میں طواف کرتے ہوں گے اور لوگ آپ کو پہچان لیں گے اور شروع میں آپ کے ہاتھوں پر ۳۱۳ لوگ بیعت کریں گے۔

دجال سب سے پہلے اپنے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے گا، پھر آخر میں خدا ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے گا۔

دجال کی سواری ایک بہت بڑا گدھا ہوگی، جس کی رفتار تیز ہواؤں والے بادلوں سے بھی زیادہ ہوگی، اس پر سوار ہوکر وہ بڑے بڑے شہروں کا سفر کرے گا، وہ اپنے ایک ہاتھ میں جنت اور ایک ہاتھ میں جہنم دکھائے گا اور زمین کے بڑے بڑے خزانے اور ظاہری طاقتیں اس کے پاس ہوں گی، اس کے ذریعے وہ لوگوں کو الگ الگ طریقوں سے گمراہ کرے گا، جیسے کسی کو کہے گا: میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں تو تو مجھے خدا مان لے گا؟ وہ کہے گا کہ: مان لوں گا، پھر اسی وقت دو شیطان اس کے ماں باپ کی شکل وصورت بنا کر

سامنے آئیں گے اور اسے کہیں گے کہ: بیٹا! اس کی پیروی کر لے، یہ تیرا رب ہے۔ (اللھم احفظنا منہ)

دجال ظاہر ہونے کے بعد ۴۰ دن تک دنیا میں رہے گا، اس کا پہلا دن ایک سال کے برابر اور دوسرا دن ایک مہینے کے برابر اور تیسرا دن ہفتے کے برابر اور باقی دن عام دنوں کی طرح ہوں گے اور اس کی دو آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر (کافر) لکھا ہوا ہوگا جس کو ایمان والے پڑھ کر اس کا دجال ہونا پہچان لیں گے۔

## آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور دجال کا قتل

جب دجال ظاہر ہو جائے گا تو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ دمشق پہنچ کر زور و شور سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں گے، لیکن حالات پورے دجال کے موافق ہوں گے؛ چوں کہ اس کے پاس زبردست ظاہری طاقت ہوگی، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اور آپ کے چاہنے والے دمشق میں رہ کر جنگ کی تیاریوں میں مشغول ہوں گے اور عام طور پر آپ اور آپ کے ساتھی جامع اموی میں نماز ادا کریں گے۔

اس درمیان دجال بھی ہنگامے کر کے دمشق پہنچے گا، اور پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر مسلمانوں کی ایک جماعت کو گھیر لے گا۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو دجال سے مقابلے کے لیے ابھاریں گے۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا

ایک رات بڑی سخت اندھیری ہوگی جس میں جنگ کی تیاریاں ہوں گی، اُس اندھیری رات کی صبح مسلمان فجر کی نماز کی تیاری کر رہے ہوں گے، حضرت مہدی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکے ہوں گے، اقامت بھی کہی جا چکی ہوگی اور اچانک کسی کی آواز آئے گی: ''تمھاری مدد کرنے والا آپہنچا''، لوگ اچانک دیکھیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر دمشق کی جامع مسجد کے سفید مینارے سے اتر رہیں ہوں گے۔

اِس فجر کی پہلی نماز میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے، اس کے بعد سب نمازوں میں امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ان کی اقتدا کریں گے۔

دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو حیران ہو کر دمشق سے اسرائیل کی طرف اپنے ستر ہزار ساتھیوں کو ساتھ لے کر بھاگے گا اور اُفَیق کی گھاٹی سے گزر کر لُدّ پہنچے گا؛ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی فوج اس کا پیچھا کرے گی اور جب وہ لُدّ میں گھسنا چاہے گا اور وہاں موجود ایک ڈراؤنے درخت کے پیچھے چھپ جائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے قریب پہنچ جائیں گے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس میں اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت رکھی ہوگی کہ جب آپ سانس باہر چھوڑیں گے تو جس کسی یہودی کو اس سانس کی ہوا لگے گی وہ نمک کی طرح پگھل کر ہلاک ہوجائے گا۔

دجال بھی آپ کی سانس سے پگھلنے لگے گا اور اسی دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اپنے ہتھیار سے باقاعدہ قتل کریں گے اور جو خون ہتھیار پر لگا ہوا ہوگا وہ ایمان والوں کو دکھائیں گے کہ: دیکھو! اے ایمان والو! میں نے دجال کو قتل کردیا۔

یہ دیکھ کر ایمان والوں کا ایمان کامل ہوجائے گا کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق دجال کا قتل ہوگیا۔

''لد'' شہر میں ایک کنواں ہے، کہتے ہیں کہ دجال کو قتل کرکے اسی میں ڈالا جائے گا۔

دجال کے قتل کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے علاوہ تمام دینوں اور مذہبوں کو ختم کردیں گے اور پوری دنیا میں صرف ایک دین اسلام ہوگا اور مسلمانوں کے پاس خوب مال ہوگا، پوری دنیا انصاف سے بھر جائے گی اور کوئی جانور بھی کسی پر حملہ نہیں کرے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال دنیا میں رہیں گے اور نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوں گی۔

آخر میں ''مُقعَد'' نامی ایک شخص کو اپنا نائب اور جانشین بنا کر دنیا

سے تشریف لے جائیں گے، پھر دنیا میں آپ کی وفات ہوگی اور مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میں دفن ہوں گے، پھر قیامت کی بالکل آخری نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

## یاجوج ماجوج

دجال کے قتل کے بعد یاجوج ماجوج نکلیں گے اور ان کے مرد، عورت اور بچے سب پوری دنیا میں بہت زیادہ فساد مچائیں گے۔

یاجوج ماجوج کئی ہزار سال پہلے پیدا ہو چکے ہیں، ان کا چہرہ چوڑا اور آنکھیں چھوٹی اور سر کے بال کالے اور لال ہوں گے۔

یاجوج ماجوج انسانوں میں سے ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام کے چار لڑکوں میں سے یافِث کی اولاد ہیں، ان کے کل ۲۲ خاندان ہیں جن میں سے ۲۱ دیوار کے پیچھے اور ایک دنیا میں بچا ہوا ہے۔

ابھی یہ کہاں ہیں؟ اس کی تعیین مشکل ہے، ہاں! اتنی بات ضروری ہے کہ یاجوج ماجوج اپنے آس پاس رہنے والوں پر بہت ظلم کرتے اور پریشان کرتے تھے تو اللہ کے ایک بڑے ولی بادشاہ ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان لوہے اور تانبے کو پگھلا کر ایک موٹی اونچی دیوار بنا کر ان کو وہاں قید کر دیا۔

تب سے لے کر دجال کے قتل ہونے تک یہ وہیں قید رہیں گے، جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر کے اس کی خوش خبری مسلمانوں کو دے رہے

ہوں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام آئے گا کہ:

اب ہم اپنے ایسے بندوں کو دنیا میں نکالیں گے جن کا مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہ ہوگی؛ لہذا اے عیسیٰ! تم ایمان والوں کو لے کر "طور پہاڑ" پر چلے جاؤ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایمان والوں کو لے کر طور پہاڑ پر چلے جائیں گے اور باقی دنیا میں جو ایمان والے ہوں گے وہ اپنے اپنے علاقوں کے پہاڑوں پر چلے جائیں گے، پھر یاجوج ماجوج اللہ کے حکم سے ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار کو توڑ کر پوری دنیا میں پھیل جائیں گے اور فساد مچائیں گے، ان کی کم سے کم تعداد عام انسانوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ ہوگی اور ان کے کھانے پینے اور تباہی مچانے کا حال یہ ہوگا کہ دنیا میں جتنا کھانا پینا ہے یہ لوگ سب کھا کر ختم کردیں گے؛ یہاں تک کہ اگر کسی دریا پر سے گزریں گے تو صرف ان کا آگے والے لوگ اس کے پانی کو اس طرح پی جائیں گے کہ پیچھے آنے والے لوگ سوچیں گے کہ یہاں کبھی پانی تھا بھی یا نہیں؟

جب کھانے پینے کا سامان ختم ہونے لگے گا تو مہنگائی اور غریبی اور بھوک بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔

جب ان کا ظلم خوب بڑھ جائے گا اور کوئی ان کا مقابلہ نہیں کرے گا تو یہ لوگ آپس میں بات کریں گے کہ ہم نے دنیا والوں کو ختم کردیا اب آسمان والوں کو بھی ختم کردیں گے؛ چناں چہ بیت المقدس کے ایک پہاڑ "جبلُ

الْخُمَر ''پر یہ لوگ تیر کمان لے کر چڑھیں گے اور پوری طاقت لگا کر آسمان کی طرف تیر چلائیں گے۔

اللہ کی شان بھی نرالی ہے کہ اللہ اپنی قدرت سے ان تیروں کو خون والا کر کے واپس کریں گے؛ تاکہ یہ دیکھ کر یاجوج ماجوج کہیں گے کہ: ہم نے آسمان والوں کو بھی ختم کر دیا۔

جب بھوک کی وجہ سے سب لوگ پریشان ہوں گے تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے مسلمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرلیں گے اور یاجوج ماجوج کی گردن پر اللہ تعالیٰ کوئی کیڑا پیدا کر دیں گے اور ایک رات گزرے گی اور تمام کے تمام یاجوج ماجوج مر چکے ہوں گے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایمان والے پہاڑ سے اتریں گے، پوری دنیا کی زمین پر یاجوج ماجوج کی لاشیں پڑی ہوں گی؛ یہاں تک کہ ایک بالشت کے برابر بھی کوئی جگہ ان کی لاشوں سے خالی نہ ہوگی اور ان کی لاشیں سڑ کر خطرناک بدبو والی ہوجائے گی، جو لوگوں سے برداشت نہ ہوسکے گی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایمان والے اللہ کے دربار میں دعا کریں گے اور اللہ ان کی دعا قبول فرما کر بڑے بڑے اونٹ کی طرح اونچی لمبی گردن والے پرندے بھیجیں گے، وہ پرندے ان کی لاشوں کو اٹھا اٹھا کر دریا میں ڈال دیں گے؛ گویا یہ پرندے جے سی بی (JCB) کا کام کریں گے، جب ساری لاشیں

دریا میں ڈال دی جائیں گی تو اللہ تعالیٰ شہر، جنگل ہر جگہ بارش برسائیں گے جس کی وجہ سے زمین شیشے کی طرح بالکل صاف ستھری اور بدبو سے پاک ہوجائے گی۔

اب پوری دنیا میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایمان والے ہی زمین پر باقی رہیں گے، ان کے علاوہ کوئی باقی نہیں بچے گا تو اللہ زمین پر برکتوں کو اس طرح کھول دیں گے کہ ایک انار کا پھل ایک جماعت کے کھانے کے لیے کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ ایک پورے قبیلہ کو کافی ہوگا، یہ ساری کی ساری نعمتیں ایمان والوں کے لیے ہوگی۔

## دَابَّةُ الْاَرْض

قیامت کی آخری نشانیوں میں سے ایک دابۃ الارض؛ یعنی ایک بھیانک جانور کا نکلنا بھی ہے۔

اس جانور کا جسم کیسا ہوگا؟

اس جانور کے بدن پر بہت سارے رنگ (کلر) ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس جانور کی تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ:

اس جانور کے پیر میں بال ہوں گے، داڑھی بھی ہوگی؛ لیکن اس کی دُم نہیں ہوگی، اتنا بڑا جانور ہوگا کہ تین دن میں چٹان سے اس کے بدن کا صرف تہائی حصہ نکل سکے گا اور اس کو پورا باہر نکلنے میں تقریباً ۱۰ دن لگیں گے اور یہ تیز

گھوڑے کی طرح چلتا ہوگا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اس کی آنکھیں خنزیر کی طرح اور کان ہاتھی کی طرح اور اس کے سینگھ کی جگہ اونٹ کی طرح اور گردن شترمرغ کی طرح اور سینہ شیر جیسا اور رنگ چیتے جیسا اور کمر بلی کی طرح اور دُم مینڈھے کی طرح ہوگی اور ہر دو جوڑ کے درمیان بارہ گز کا فاصلہ ہوگا، اتنے عجیب وغریب بدن والا یہ جانور ہوگا۔

وہ کہاں اور کب ظاہر ہوگا؟

یہ جانور سب سے پہلے مکہ کے کسی جنگل میں ظاہر ہوگا، پھر لمبی مدت کے بعد دوبارہ یہ جانور ظاہر ہوگا اور اب پوری دنیا میں تمام لوگوں کی زبان پر اس کا چرچہ ہوگا کہ: دابۃ الارض جو قیامت کی بڑی نشانی ہے ظاہر ہو چکا ہے ؛یہاں تک کہ مکہ میں بھی یہ خبر عام ہوجائے گی، پھر اچانک ایک دن حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے بیچ والی جگہ پر اپنا سر ہلا ہلا کر سر سے مٹی جھاڑ رہا ہوگا، لوگ اس کو دیکھ کر بھاگنے لگیں گے، اسی طرح صفا پہاڑ کی چٹان اور محلہ اجیاد کی چٹان سے نکلے گا اور مشرق کا رخ کر کے ایسی چیخ مارے گا کہ اس کی آواز پوری دنیا میں پہنچ جائے گی۔

پھر وہ ملکِ شام، پھر یمن، پھر مکہ کے قریب عسفان نامی ایک جگہ پر اسی طرح چیختا چلاتا ہوا پہنچ جائے گا، اس کی آواز اتنی بھیانک ہوگی کہ حمل والی عورت کے حمل گر جائیں گے، میٹھا پانی کڑوا ہوجائے گا، دوست دشمن بن

جائیں گے اور حکمت اور علم دنیا سے اٹھ جائے گا اور پوری دنیا جہالت سے بھر جائے گی۔

وہ کب نکلے گا؟

جب لوگوں میں عام بگاڑ آجائے اور فساد اور گمراہی مچانے لگیں؛ یہاں تک کہ اپنے دین کو چھوڑنے لگیں اور احکام کو بدلنے لگیں تب مزدلفہ کی رات؛ یعنی نویں ذی الحجہ اور دسویں ذی الحجہ کے بیچ کی رات کو نکلے گا۔

آ کر کیا کرے گا؟

دابۃ الارض آ کر پوری دنیا میں چکر لگا کر ہر ایک انسان پر نشانی لگائے گا، جس کی وجہ سے ایمان والوں کے چہرے روشن چمکتے ہوں گے اور کافروں کے چہرے کالے ہو جائیں گے، اس سے کوئی نہ بچ سکے گا، نہ دھوکہ دے سکے گا اور یہ مسلمانوں اور کافروں کو الگ الگ کر دے گا۔

## دخان؛ یعنی دھوئیں کا نکلنا

دابۃ الارض جب نشان لگا کر ایمان والے اور کافروں کو الگ الگ کر دے گا تب قیامت کی بڑی آخری نشانیوں میں دخان؛ یعنی دھواں نکلے گا، آسمان اور زمین کے درمیان جتنی بھی خالی جگہیں ہیں وہ تمام جگہیں اس دھوئیں سے بھر جائے گی، جس کی وجہ سے انسان کسی چیز کو نہیں دیکھ پائے گا، کوئی بھی انسان اس سے بچ نہ سکے گا۔

یہ دھواں ایمان والوں کے لیے سردی اور چھینک کی طرح ہوگا؛ یعنی ایمان والوں کو اس سے بہت کم معمولی سی تکلیف ہوگی (قیامت کی ساری نشانیاں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لیے بالکل آسان بنادیں گے) اور کافروں اور منافقوں کے حق میں یہ دھواں اتنا خطرناک اور تکلیف دینے والا ہوگا کہ ان کے بدن میں گھس کر ان کے تمام جوڑوں کو پھاڑ دے گا اور ان کے دماغوں میں گھس کر ان کو بے ہوش کر دے گا اور ان کے پورے بدن کو پھلا دے گا اور ان کے روئیں روئیں سے دھواں نکلے گا۔

پھر اللہ کا حکم ہوگا اور ایک ہوا یمن کی طرف سے چلے گی تو پوری دنیا میں جتنے بھی ایمان والے ہوں گے ان سب کا انتقال ہو جائے گا، پھر پوری دنیا میں صرف کافر اور منافق اور بد معاش ظالم لوگ ہی بچیں گے اور اللہ ان پر قیامت قائم فرمائیں گے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُقَالَ فِي الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ. (مسلم ۱/ ۸۴)

ترجمہ: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک دنیا میں اللہ کا نام لیا جاتا رہے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک ایمان والے زندہ رہیں گے تب تک قیامت نہیں آئے گی۔

پیارے بچو! دیکھو! ایک ایمان والے کی اللہ کے یہاں کتنی بڑی

قیمت ہے کہ جب تک ایمان والا رہے گا یہ پوری دنیا کا اتنا بڑا نظام چلتا رہے گا، ہر چیز اپنے وقت پر ہوتی رہے گی، یہ ایمان کی طاقت اور قیمت ہے، ہمیں اپنے ایمان کی خوب فکر اور حفاظت کرنی چاہیے۔

پھر اس دھوئیں کے بعد جب ایمان والوں کی روح قبض کر لی جائے گی اور کوئی بھی ایمان والا نہ رہے گا اور پوری دنیا کافروں اور منافقوں سے بھر جائے گی تب قیامت قائم کی جائے گی۔

## آگ کا نکلنا

جب دھواں نکلنے کے بعد تمام ایمان والوں کی روح قبض ہو جائے گی اور پوری دنیا صرف کافروں سے بھری ہوگی تب اللہ تعالیٰ ایک آگ کو نکالیں گے، یہ آگ بڑی خطرناک ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: لوگوں کو قیامت کے میدان میں تین طریقوں سے لایا جائے گا:

(۱) بعض لوگ خوشی خوشی آئیں گے۔

(۲) کچھ لوگ ایک اونٹ پر دو دو، تین تین، چار چار، دس دس بیٹھ کر آئیں گے۔

(۳) کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کو آگ لے کر آئے گی۔

یہ آگ حجاز میں یمن کے شہر عدن کے ایک گاؤں ''اَبْیَنْ'' کے کنویں

سے یا شہر حضر موت کے سمندر سے ظاہر ہوگی۔

یہ آگ اتنی بھیانک اور خطرناک ہوگی کہ مشرق کی طرف سے یہ آگ شروع ہوگی اور لوگوں کو بھگائے گی، جب لوگ بھاگ بھاگ کر تھک جائیں گے اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے لیے کسی جگہ رک جائیں گے تو یہ آگ بھی رک جائے گی، پھر جب لوگ آرام کر کے تیار ہو جائیں گے تب یہ آگ لوگوں کو پھر بھگائے گی اور اس طرح کرتے کرتے تمام لوگوں کو مغرب کی طرف ملکِ شام اور فلسطین کے علاقوں میں لے جا کر جمع کر دے گی۔

یاد رکھو! قیامت کا میدان فلسطین میں مسجدِ اقصیٰ کے اطراف میں قائم ہوگا اور بیت المقدس کا پورا علاقہ قیامت کا میدان ہوگا۔

یہ آگ تمام لوگوں کو بھگا کر اسی میدان میں جمع کر دے گی۔

## زمین کا دھنسنا

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی دنیا میں تین جگہ زمین میں دھنسانے کے بڑے بڑے واقعات ہوں گے:

(۱) مشرق میں (۲) مغرب میں (۳) عرب میں۔

دھنسانے کے یہ تین واقعات ہو جائیں تو سمجھ لینا کہ قیامت بالکل قریب ہے۔

حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

میری امت میں سے ایک قوم کھانے پینے اور کھیل کود میں رات گزارے گی، جب وہ صبح سو کر بیدار ہوں گے تو ان کے چہرے بندر اور خنزیر جیسے بن چکے ہوں گے اور ان میں سے کچھ زمین میں دھنس جائیں گے، جب لوگ صبح بیدار ہوں گے تو کہیں گے کہ: فلاں قبیلہ والے اور فلاں گھر والے رات کو زمین میں دھنسا دیے گئے....

مکہ اور مدینہ کے درمیان بیداء ایک میدان کا نام ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کا ایک نیک بندہ کعبہ شریف کے پاس ہوگا اور ایک بہت بڑا لشکر اس نیک بندے کو پکڑنے کے لیے نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس پورے لشکر کو اس ''بیداء'' والے میدان میں زمین کے اندر دھنسا دیں گے۔

اندازہ یہ ہے کہ وہ نیک بندے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے، پھر پوری دنیا میں یہ خبر پھیل جائے گی کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کو پکڑنے جانے والا لشکر دھنسا دیا گیا۔ اس طرح تین بڑے واقعات پیش آئیں گے یہ بھی قیامت کی بہت بڑی نشانی ہے۔

## سورج کا مغرب سے نکلنا

قیامت کی آخری نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی سورج کا مغرب سے نکلنا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ: جب تک

سورج مغرب سے نہ نکلے وہاں تک قیامت نہیں آئے گی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے اس زمین وآسمان کا پورا نظام بدل دیں گے کہ یہ سورج روزانہ ڈوبنے کے بعد اللہ کے عرش کے سامنے جاکر سجدہ کرتا ہے، پھر اللہ اس کو اجازت دیتے ہیں کہ تم جہاں سے آئے وہیں واپس لوٹ جاؤ اور پھر سورج اپنی عادت کے مطابق وقت پر نکلتا ہے؛ لیکن ایک دن آئے گا جب وہ اللہ کے عرش کے سامنے سجدہ کرکے اجازت مانگے گا؛ لیکن اس دن اس کو اجازت نہیں ملے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں واپس چلا جا؛ یعنی آج مغرب سے نکلنا ہے؛ چناں چہ اس دن صبح سورج مغرب کی جانب سے نکلے گا، یہ دیکھ کر بہت سے لوگ ایمان لائیں گے؛ لیکن اب ان کا ایمان قبول نہ ہوگا اور نہ ہی ان کے کوئی نیک اعمال اور توبہ قبول ہوگی اور توبہ کے دروازے بند کردیے جائیں گے۔

سورج مغرب سے نکلے گا اس سے پہلے والی رات کی تین نشانیاں حدیثِ پاک میں ملتی ہیں:

(۱) وہ رات اتنی لمبی ہوگی کہ رات میں چلنے والے مسافر چل چل کر گھبرا جائیں گے، بچے سوسو کر اکتا جائیں گے، جانور چلاّنا شروع کردیں گے؛ لیکن سورج نہیں نکلے گا؛ یہاں تک کہ لوگ گھبرا کر رونا اور توبہ کرنا شروع کردیں گے، یہ رات تقریباً تین یا چار راتوں جتنی لمبی ہوگی۔

(۲) انتظار کے بعد تھک کر اور گھبرا کر چراغ لے کر لوگ سورج کی

تلاش کریں گے، پھر اس کے بعد سورج مغرب سے نکلے گا؛ لیکن روشنی بہت ہی کم اور دھیمی ہوگی جیسے سورج گرہن کے وقت ہوتی ہے۔

(۳) مغرب سے نکلنے کے بعد سورج آہستہ آہستہ اوپر چڑھے گا اور آسمان کے بیچ تک آئے گا، پھر بیچ ہی سے واپس لوٹ کر مغرب ہی میں ڈوب جائے گا۔

اب اس کے بعد قیامت اس طرح اچانک آئے گی کہ دو آدمی خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، ابھی ان کا سودا پورا نہ ہوگا کہ اچانک قیامت آجائے گی کہ: ایک آدمی اونٹنی کا دودھ نکالے گا اور اس دودھ میں سے ایک گھونٹ بھی نہ پی سکے گا کہ قیامت آجائے گی؛ یہاں تک کہ ایک آدمی نے دستر خوان پر بیٹھ کر ایک لقمہ اٹھایا ہوگا، وہ لقمہ اس کے منہ میں پہنچنے سے پہلے ہی قیامت آجائے گی۔

قیامت جب آجائے گی، پھر لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے حشر کے میدان میں جمع کیا جائے گا، پھر حساب و کتاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں ڈال کر موت کو موت دے دیں گے، اب جو جہاں ہے وہیں رہے گا، جنتی جنت میں ہمیشہ ہمیش عیش و آرام سے رہیں گے اور جہنمی جہنم کے سخت ترین عذاب میں ہمیشہ ہمیش مبتلا رہیں گے اور اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے گا۔

## ہندوستان میں اسلام کی شروعات

انسان جب سے دنیا میں آیا تب سے ہی اسلام ہندوستان میں آیا:

① بعض روایات کے مطابق پہلے انسان جو پہلے نبی بھی تھے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام آسمان سے دنیا میں ہندوستان کی سرزمین پر اترے۔

② پنجاب میں سرہند کے قریب ایک دیہات ''براس'' میں دو نبیوں حضرت ابراہیم اور حضرت خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبریں آج بھی بتائی جاتی ہیں، یہ دونوں مذکورہ انبیاء علیہما الصلوٰۃ والسلام والد اور صاحب زادے تھے۔

نوٹ: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشہور نبی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے علاوہ ہیں۔

③ جب مکہ والوں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے سچا ہونے پر معجزہ مانگا تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی میں چاند کے دو ٹکڑے کیے، اس کو ''معجزۂ شق القمر'' کہتے ہیں۔

اس کو دیکھ کر بعض تاریخی روایات سے معلوم ہوتا کہ ہندوستان کے شہر ''قَنُّوج'' کا بادشاہ ''سربانک'' حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

④ اسی طرح ایک ہندوستانی بادشاہ کا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تحفہ بھیجنا بھی ثابت ہے، حاکم نیشاپوریؒ نے اپنی کتاب ''المستدرک'' میں

اس واقعہ کو ذکر کیا ہے۔

## ہندوستان میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آمد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہونے کے چار سال بعد سن ۱۵ ؍ ہجری میں حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کو بحرین اور عمّان کا والی مقرر کیا، حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی ”حضرت حکم بن ابو العاص رضی اللہ عنہ“ کو ایک لشکر کا کمانڈر بنا کر ہندوستان کی بندرگاہ ”تھانہ“ اور ”بھروچ“ کے لیے روانہ کیا اور اپنے دوسرے بھائی ”مغیرہ بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ“ کو فوج دے کر، ”دبیل (کراچی)“ کے لیے روانہ کیا۔

## وہ جس کو گالیاں سن کر دعا دینے کی عادت تھی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب طائف والوں نے پتھروں سے لہولہان کر کے نکال دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے باہر ایک جگہ جس کا نام ”قَرْنُ الثَّعَالِبْ“ ہے وہاں پہنچے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: میں وہاں بیٹھا ہوا تھا، کچھ ہوش تھا، میں نے دیکھا کہ میرے اوپر ایک بادل سایہ کیے ہوئے ہے، اس میں سے حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے آواز دی کہ: طائف والوں نے آپ کے ساتھ جو برتاؤ کیا اللہ نے وہ سب دیکھ لیا اور سن لیا، آج اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ مَلَکُ الجِبال؛ یعنی پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے آپ جو چاہیں اس کو حکم دیں۔

اتنے میں پہاڑ کے فرشتے نے آپ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ: اگر آپ

چاہیں تو "اَخْشَبَیْن" نامی پہاڑوں میں ان طائف والوں کو کچل دوں؟

اللہ کے رسول ﷺ نے جو تمام جہان والوں کے لیے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے تھے اس فرشتے کو جواب دیا:

نہیں! اگر یہ طائف والے ایمان نہیں لاتے تو مجھے امید ہے کہ ان کی نسل میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کریں گے جو صرف ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

اتنا ہی نہیں؛ بلکہ آپ ﷺ نے اہلِ طائف کے لیے دعا بھی فرمائی:

اے اللہ! تیرے نبی کے پیر زخمی دیکھ کر، خون کے فوارے دیکھ کر غصہ اور ناراض مت ہونا، ان کو اور ان کی اولاد کو ہدایت عطا فرما۔

## طائف کی دعا کی برکت سے ہندوستان میں اسلام

چنانچہ حضور ﷺ کی وہ دعا رنگ لائی، اِس وقت پورے ہندوستان میں اسلام و ایمان کے چرچے ہیں، ہزاروں مساجد، مدارس، دار العلوم، مکاتب، خانقاہیں، مراکز آباد ہیں، یہاں سے پوری دنیا میں دین پھیل رہا ہے۔

اسی طرح پڑوسی ملک، بنگلہ دیش، نیپال، چین، بھوٹان؛ بلکہ پورے ایشیا میں جو ایمان کی بہار اور ایمان کی ہوائیں ہیں وہ ہمارے حضور ﷺ کی طائف والی دعاؤں کی برکت ہے۔

طائف کے اسی قبیلۂ بنو ثقیف جنھوں نے رسولِ اکرم ﷺ پر پتھر

برسائے تھے ان کی نسل میں ایک نوجوان پیدا ہوا جس کا نام ''محمد بن قاسم الثقفیؒ'' ہے، حجاج بن یوسف کے دور میں ہندوستان میں جو جماعت دین و اسلام لے کر آئی اس جماعت کے امیر یہی سولہ (۱۶) سالہ نوجوان محمد بن قاسم الثقفیؒ تھے، اس نوجوان نے ہندوستان کی زمین میں آکر ایمان کا پیغام سنایا اور آج تک الحمدللہ! ہمارے ہندوستان میں ایمان کی بہار ہے، اللہ تعالیٰ اس کو صبحِ قیامت تک قائم و دائم فرمائے، آمین۔ (از دیکھی ہوئی دنیا:4)

قاضی محمد اطہر مبارکپوریؒ فرماتے ہیں: ''ہندوستان طائف اور اس کے قبیلہ بنوثقیف کا یہ احسان کبھی نہیں بھول سکتا ہے، جس نے ہندوستان کو اپنی دینی و روحانی توجہ کا مرکز بنا کر (یعنی ایمان کی دعوت دینے کے لیے بھارت کی طرف خاص دھیان دیا اور) جب بھی اسے اقتدار (حکومت) ملا اس (بھارت) کی طرف رخ کیا۔

## ہندوستان میں آنے والے صحابۂ کرام، تابعین اور تبعِ تابعین رضی اللہ عنہم کی تعداد

قاضی محمد اطہر مبارکپوریؒ کی تحقیق کے مطابق سرزمینِ ہند میں سترہ (۱۷) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تشریف آوری ہوئی، جبکہ ایک دوسرے مؤرخ محمد اسحاق بھٹی کی تحقیق کے مطابق پچیس (۲۵) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھارت کی سرزمین پر تشریف لائے۔

اسی طرح محمد اسحاق بھٹی صاحب کی تحقیق کے مطابق ۴۲؍تابعین اور ۱۸؍تبعِ تابعین بھارت میں تشریف لائے۔

خلافتِ عباسیہ ۱۳۲ھ مطابق ۷۵۰ء میں قائم ہوئی۔ خلافتِ عباسیہ کے دور میں ہشام ۱۴۰ھ میں سندھ کے علاقے میں آیا اور کاٹھیاواڑ کے علاقے کو اس نے فتح کیا اور اور گجرات میں سب سے پہلی مسجد بنوائی، پھر شمال میں کشمیر کے بعض علاقوں کو فتح کیا۔

## ہندوستان پر تقریباً ساڑھے سات سو (۷۵۰) سالہ مسلمانوں کی خودمختار حکومت

۹۳ھ مطابق ۷۱۲ء میں حضرت محمد بن قاسمؒ ہندوستان تشریف لائے اور سندھ سے ملتان تک کے علاقے فتح کر کے ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ ہندوستان پر بہت سے مسلم خاندانوں نے حکومت کی، سب کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

## خاندانِ غلامان کی حکومت

حکومت کا زمانہ تقریباً: ۸۵؍سال، ۱۲۰۶ء سے ۱۲۹۰ء تک

اس خاندان کے مشہور بادشاہ سلطان شمس الدین التمشؒ اور رضیہ سلطانہ ہیں۔

## خلجی خاندان

حکومت کا زمانہ تقریباً: ۳۲؍سال، ۱۲۹۰ء سے ۱۳۲۱ء تک
اس خاندان کے مشہور بادشاہ سلطان علاء الدین خلجی ہے۔

## تغلق خاندان

حکومت کا زمانہ تقریباً: ۸۴؍سال، ۱۳۲۱ء سے ۱۴۱۴ء تک
اس خاندان کے مشہور بادشاہ فیروز شاہ اور ناصر الدین محمود شاہ ہیں۔

## سید خاندان

حکومت کا زمانہ تقریباً: ۳۷؍سال، ۱۴۱۴ء سے ۱۴۵۱ء تک
اس خاندان کے مشہور بادشاہ سلطان مبارک شاہ اور محمد شاہ ہیں۔

## لودھی خاندان

حکومت کا زمانہ تقریباً: ۷۵؍سال، ۱۴۵۱ء سے ۱۵۲۶ء تک
اس خاندان کے مشہور بادشاہ سکندر لودھی ہے۔

## سوری خاندان

حکومت کا زمانہ تقریباً: ۱۵؍سال، ۱۵۴۰ء سے ۱۵۵۵ء تک
اس خاندان کے مشہور بادشاہ شیر شاہ سوری ہے۔

## مغل خاندان (پہلا دور)

حکومت کا زمانہ تقریباً: ۱۴رسال، ۱۵۲۶ء سے ۱۵۴۰ء تک

## (دوسرا دور)

حکومت کا زمانہ تقریباً: ۳۰۱رسال، ۱۵۵۶ء سے ۱۸۵۷ء تک

اس خاندان کے سب بادشاہوں کی فہرست یہاں ذکر کی جاتی ہے:

| نمبر شمار | بادشاہ کا نام | حکومت کا زمانہ |
|---|---|---|
| ۱ | ظہیر الدین محمد بابر | ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ء (۴رسال) |
| ۲ | نصیر الدین محمد ہمایوں | ۱۵۳۰ء سے ۱۵۴۰ء (۱۰رسال) |
| ۳ | نصیر الدین محمد ہمایوں (دوسری مرتبہ) | ۱۵۵۵ء سے ۱۵۵۶ء (ایک سال) |
| ۴ | جلال الدین محمد اکبر | ۱۵۵۶ء سے ۱۶۰۵ء (۴۹رسال، ۸رمہینے) |
| ۵ | نور الدین محمد سلیم (جہانگیر) | ۱۶۰۵ء سے ۱۶۲۷ء (۲۲رسال) |
| ۶ | محمد شہاب الدین (شاہ جہاں) | ۱۶۲۷ء سے ۱۶۵۸ (۲۹رسال) |
| ۷ | محی الدین محمد اورنگزیب (عالمگیر) | ۱۶۵۸ء سے ۱۷۰۸ء (۵۰رسال) |
| ۸ | قطب الدین محمد معظم (بہادر شاہ اول) | ۱۷۰۸ء سے ۱۷۱۲ء (۵رسال) |
| ۹ | معز الدین محمد جہاں دار شاہ | ۱۷۱۲ء سے ۱۷۱۳ء (۱۱رمہینے) |
| ۱۰ | معین الدین محمد فرخ سیر | ۱۷۱۳ء سے ۱۷۱۹ء (۶رسال) |
| ۱۱ | رفیع الدولۃ (شاہ جہاں ثانی) | تقریباً تین مہینے |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۲ | روشن اختر (محمد شاہ رنگیلا) | ۱۷۱۹ء سے ۱۷۴۸ء (۳۰ ر سال) |
| ۱۳ | احمد شاہ بن محمد شاہ | ۱۷۴۸ء سے ۱۷۵۴ء (۷ ر سال) |
| ۱۴ | عزیز الدین محمد (عالمگیر ثانی) | ۱۷۵۴ء سے ۱۷۵۹ء (۵ ر سال) |
| ۱۵ | مرزا عبد اللہ علی گوہر (شاہ عالم ثانی) | ۱۷۵۹ء سے ۱۸۰۶ء (۴۷ ر سال) |
| ۱۶ | معین الدین (اکبر شاہ ثانی) | ۱۸۰۶ء سے ۱۸۳۷ء (۳۱ ر سال) |
| ۱۷ | سراج الدین محمد (بہادر شاہ ظفر) | ۱۸۳۷ء سے ۱۸۵۷ء (۲۰ ر سال) |

الغرض ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کی اور مغل سلطنت کو پورے پورا ختم کر دیا۔

## ہندوستان کی آزادی کی مختصر تاریخ اور اس میں مسلم عوام اور علما کی قربانیاں

آزادی کی جنگ کی تاریخ میں مسلمانوں کے کارناموں کو سمجھانا اور مسلمانوں نے آزادی کے لیے جو قائدانہ خدمات انجام دیں اس کو لوگوں کے سامنے لانا بھی بہت ضروری ہے۔

## ۱۶۰۰ء سے ۱۸۰۳ء تک کا زمانہ انگریز کے بھارت میں آنے کا مقصد اور ایسٹ انڈیا کمپنی

۲۴ ر ستمبر ۱۵۹۹ء میں لندن کے تاجروں نے آپس میں مل کر پکا ارادہ

کیا کہ مشرقی ممالک (Eastern Countries) سے تجارت شروع کرنی چاہیے؛ چناں چہ اس غرض سے باقاعدہ ایک کمپنی (ایسٹ انڈیا کمپنی) قائم ہوئی، جس میں لندن کے دوسو (۲۰۰) سے زیادہ تاجر اور امیر لوگ شریک تھے۔

سترھویں صدی کے شروع میں کمپنی کی طرف سے انگریز تاجر ہندوستان پہنچے۔ایسٹ انڈیا کمپنی کے بہانے انگریز ہندوستان آئے اور یہیں پر ظلم کر کے قبضہ کرلیا؛ بلکہ یہاں کے رہنے والوں تک کو اپنا غلام بنالیا۔

انگریزوں کا بھارت آنے کا ایک مقصد جہاں ملک کو لوٹنا اور پورے ملک پر حکومت کرنا تھا اسی کے ساتھ ان کا مقصد یہ بھی تھا کی اس ملک میں جتنے بھی مذہب ہیں: ہندو، مسلمان سب مذہب کو ختم کر کے سب کو عیسائی بنادیا جائے۔

۱۷۰۷ء میں حضرت عالمگیر اورنگ زیبؒ کی وفات تک مغلیہ حکومت مضبوط رہی، جس کی وجہ سے انگریزوں کو باقاعدہ کامیابی نہیں مل سکی، پھر ان کے انتقال کے بعد کمزوری شروع ہوئی اور ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' نے ظلم کر کے اپنی حکومت کو مضبوط کرنا شروع کیا۔

## انگریزوں سے باقاعدہ سب سے پہلی جنگ

انگریزوں سے باقاعدہ منظم جنگ نواب سراج الدولہ کے نانا علی وردی خان نے ۱۷۵۴ء میں کی اور انگریزوں کو ہرایا۔
علی وردی خان نے کلکتہ میں موجود انگریزوں کے قلعے ''فورٹ ولیم''

(Fort William) پر حملہ کر کے انگریزوں کو بھگایا۔

۱۷۵۷ء میں پلاسی کے میدان میں بنگال کے نواب ''سراج الدولہ'' کی فوجیں اپنوں کی سازش کی وجہ سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے مٹھی بھر فوج کے مقابلے میں ہار گئی۔

اس امتِ مسلمہ کی تاریخ میں امت کو اپنے ہی غداروں سے بڑا نقصان پہنچا، اللہ تعالیٰ ہمیں غدار بننے سے حفاظت میں رکھے۔

نواب سراج الدولہ گویا آزادیٔ ہند کے سب سے پہلے مجاہد تھے۔

## سلطان حیدر علی اور آپ کے بیٹے ٹیپو سلطان شہیدؒ کی انگریز کے ساتھ جنگ

۱۷۸۰ء میں انگریزوں کے خلاف دوسرے نمبر پر آزادی کی لڑائی کرنے والے اور ملک وملت کے لیے جان وتن لٹانے والے سلطان حیدر علی اور ان کے بیٹے مردِ مجاہد شیرِ میسور ٹیپو سلطان شہیدؒ ہیں، انھوں نے ۱۷۹۰ء میں پہلی مرتبہ فوجی استعمال کے لیے میسور میں بنے ہوئے راکٹس (Rockets) کو بڑی کامیابی سے کھڑا کیا۔

سلطان حیدر علی اور ان کے بہادر لڑکے نے ۱۷۸۰ء اور ۱۷۹۰ء میں انگریزوں کے حملوں کے خلاف راکٹیں اور توپ کا مؤثر طور پر استعمال کیا۔

انگریز اسی استعمال کیے ہوئے راکیٹ کو لے گئے اور اس پر ریسرچ

کر کے نئے راکیٹ اور میزائل (Missile) بنائے۔

ٹیپو سلطان شہیدؒ ۱۷۸۲ء میں بادشاہ بنے اور ۱۷۸۳ء میں انگریزوں سے آپ کی پہلی جنگ ہوئی اور انگریزوں کو شکست ہوئی۔آپ انگریزوں کے سلسلے میں ذرا بھی لچک اور نرمی کو پسند نہیں کرتے تھے۔

۲۸/ذی قعدہ ۱۲۱۳ھ مطابق ۳/مئی ۱۷۹۹ء کو حضرت سلطان ٹیپو شہیدؒ سری رنگا پٹنم کے میدان میں شہید کر دیے گئے،آپ نے انگریزوں کی غلامی اور ان کے رحم وکرم پر زندہ رہنے پر موت کو ترجیح دی، آپ کا مشہور تاریخی مقولہ ہے کہ:

گیڈر کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی اچھی ہے۔

جنرل ہارس (HORSE) حضرت ٹیپو سلطان شہیدؒ کی لاش کے قریب پہنچ کر خوشی سے چیخ اٹھا کہ: آج سے ہندوستان ہمارا ہے۔

## انگریز کا دہلی کی طرف آگے بڑھنا

پھر ۱۸۰۰ء میں لارڈ لیک کی سرداری میں انگریز دہلی کی طرف بڑھے اور ۱۸۰۳ء میں انھوں نے دہلی پر قبضہ کیا اور بادشاہ (شاہ عالم) کو تاج وتخت کے ساتھ باقی رکھتے ہوئے تمام اختیارات ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلیم کرا لیے گئے اور اس کی تعبیر یہ کی گئی کہ:

خلق خدا کی، ملک بادشاہ سلامت کا اور حکم (Law And Order) کمپنی بہادر کا۔

## ۱۸۰۳ء سے ۱۸۵۷ء کا زمانہ
## انگریز کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ

جب ہر طرح کا اختیار انگریزوں کا شروع ہو چکا اور اسلامی پہچان کو مٹانے کی کوشش زوروں پر آ گئی تو ۱۸۰۳ء میں حضرت شاہ عبد العزیزؒ نے ایک فتویٰ لکھا اور ہندوستان کے دار الحرب (کافر انگریز کا ملک) ہونے کا اعلان کیا، وہ فتویٰ فتاویٰ عزیزیہ میں ص: ۱۷ پر ہے جو ملک کی آزادی کے لیے سب سے پہلا باقاعدہ زبردست فتویٰ ہوا۔

انگریزوں کی غلامی سے آزادی کے لیے کوشش کرنے والوں میں ایک حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک ([illegible]) بھی ہے۔

۱۸۰۸ء میں حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے حکم پر حضرت سید احمد شہیدؒ نے ملک کی آزادی کے لیے کام شروع کیا اور انگریزوں کے خلاف جہاد کے لیے پچاس آدمیوں کا ایک چھوٹا سا قافلہ تیار کیا، یہ قافلہ ۱۸۱۸ء میں دہلی سے روانہ ہو گیا۔

یہاں تک کہ ۷ رمئی ۱۸۳۱ء کو جمعہ کے دن گیارہ بجے آزادی کے تین سو (۳۰۰) مجاہدین نے اپنے امیر سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی قیادت میں بالاکوٹ کے میدان میں اس ملک کے انسانوں کو آزادی دلانے کے لیے انگریزوں اور ان کے اتحادی سکھ ساتھیوں کے خلاف جہاد میں شہید ہوئے۔

پھر ۱۸۳۵ء تک شاہ اسحاقؒ کے داماد سید نصیر الدین نے آزادی کی تحریک چلائی۔

۱۸۴۴ء میں شاہ عبدالغنی صاحب کی سرپرستی میں آزادی کی تحریک چلی۔

ان کے بعد مولانا ولایت علی عظیم آبادیؒ اوران کے بھائی مولانا عنایت علی عظیم آبادیؒ نے اس تحریک کو زندہ رکھنے میں اہم قربانیاں دیں۔

یکم مئی ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کرنے کے لیے شاہ جہاں پور میں ہندو مسلم مشترکہ ایک اجلاس مفتی مظہر کریم صاحب کے مکان پر ہوا، مولانا سرفراز علی نے ملک کی آزادی کے لیے پرجوش تقریر کی۔

## جنگِ آزادی کی تاریخ اور مسلمانوں کی قربانیاں ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء کا زمانہ

### انگریزوں کے خلاف بغاوت کا فتویٰ اور اکتیس علما کے اس پر دستخط

۱۰ مئی ۱۸۵۷ء کو جب انگریزوں کے خلاف ہتھیار سے بڑی بھاری لڑائی ہورہی تھی تب مولانا فضلِ حق خیرآبادیؒ نے انگیریزوں کے خلاف بغاوت کا فتویٰ تیار کرایا، اس میں اکتیس (۳۱) مفتیانِ کرام نے انگریزوں کے خلاف بغاوت کا فتویٰ دیا اور اسی فتویٰ کی وجہ سے مولانا کو گرفتار کیا گیا، جب مولانا پر مقدمہ چلا تو مولانا نے کورٹ میں جج کے سامنے کھل کر کہا کہ:

فتویٰ میرا ہی تیار کیا ہوا ہے۔

## شاملی کے میدان میں انگریز کے خلاف لڑائی

۱۸۵۷ء میں شاملی ضلع مظفرنگر (یوپی) کے میدان میں علمائے دیوبند نے انگریزوں سے باقاعدہ جنگ کی، جس کے امیر (کمانڈر) حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ تھے اور حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ، حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، حضرت مولانا منیر نانوتویؒ اور حضرت حافظ ضامن شہیدؒ وغیرہ حضرات اس جنگ میں شریک ہوئے۔

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ ۱۸۵۷ء کی تحریکِ آزادی کے رہنما بھی تھے اور ۱۸۵۴ء میں آگرہ میں پادری فنڈر کے ساتھ مناظرہ بھی کیا۔

اس جنگ میں حافظ ضامنؒ شہید ہوئے اور حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ انگریزوں کی گولی لگ کر زخمی ہوئے، انگریزی حکومت کی طرف سے آپ کے نام وارنٹ نکلا؛ لیکن گرفتار نہ ہو سکے۔

اس جنگ کو انگریز نے ''غدر'' کا نام دیا۔

## انگریز کے مظالم

۱۸۵۷ء کی بغاوت کا انگریز نے مسلمانوں سے سخت بدلہ لیا، ان کے

محلے کے محلے اجاڑ دیے، مساجدوں کو ویران کر دیا، ناحق گولیاں چلائی اور مسلمانوں کو پکڑ کر انگریز ہاتھی پر بیٹھا کر گلے میں پھندے ڈالتے، بہت سے علمائے کرام کو انگریزوں نے توپ کے دہانے کے ساتھ باندھ کر اڑا دیا جس سے ان کی بوٹی بوٹی اڑ گئی اور درختوں پر ان کو پھانسی پر لٹکا دیا جاتا اور اتنے دن تک رہنے دیتے کہ ان کی لاش انگریزی کے آٹھ (8) کا عدد جیسی بن جاتی تھی۔

آزادی کے ایک مجاہد پنڈت میوارام گپتا نے لکھا ہے کہ:

۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے پانچ لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا۔

1865ء میں مولانا احمد اللہ عظیم آبادیؒ، مولانا یحییٰ علیؒ، مولانا عبدالرحیم صادق پوریؒ اور مولانا جعفر تھانیسریؒ کو انڈمان بھیج دیا گیا جو کالا پانی کہلاتا ہے۔

اسی زمانے میں مولانا فضلِ حق خیر آبادیؒ، مفتی احمد کاکورویؒ اور مفتی مظہر کریم دریابادیؒ کو بھی انڈمان روانہ کیا گیا۔

یہ سب انگریزوں کے خلاف بڑی بھاری جنگ لڑ رہے تھے۔

## ریشمی رومال تحریک اور مالٹا

اس کے بعد شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ وغیرہ نے آزادی کی تحریک کو آگے بڑھایا۔

۱۹۱۲ء میں "تحریکِ ریشمی رومال" باقاعدہ شروع کی گئی۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ملک کی آزادی کے لیے باہر سے مختلف ملکوں کی مدد لے کر انگریزوں پر حملہ کرانا اور اندر سے بغاوت کر کے انگریزوں کو بھگانے کا پلان بنایا تھا جس کو ''تحریکِ ریشمی رومال'' کہتے ہیں۔

۱۹۱۵ء میں حضرت شیخ الہندؒ نے اپنی لمبی خفیہ وخاموش تیاریوں کے بعد انگریزی حکومت کے خاتمہ کے لیے اپنی خصوصی پلاننگ سے یہ فیصلہ کیا کہ ملک بھر میں بغاوت کے ساتھ ساتھ بیرونی طاقتوں کے ذریعہ سرحدوں سے حملے کیے جائے اور اس کام کے لیے اپنے خاص بھروسے والے شاگردِ رشید ''مولانا عبید اللہ سندھیؒ'' کو کابل (افغانستان) بھیجا، کابل میں یکم دسمبر ۱۹۱۵ء کو آزاد ہند حکومت تشکیل میں لائی گئی، جس کا صدر راجہ مہندر پرتاپ کو بنایا گیا۔

## بے مثال قومی اتحاد

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ مسلم اکثریتی (બહુમતી વાળા) ملک افغانستان اور وہاں کے مسلمان ہی آزاد ہند حکومت بناوے اور اس کا صدر ہندو بادشاہ کو بنائیں، یہ مسلمانوں کے قومی اتحاد کا بے مثال جذبہ ہے!!!

## مختلف ممالک میں انگریزوں کے خلاف امداد کی غرض سے محنت

اس غرض سے افغانستان، ترکی، شام، جاپان وغیرہ ممالک میں وفود روانہ کیے گئے، نیز حضرت شیخ الہندؒ بھی ۱۸ ستمبر ۱۹۱۵ء کو بذاتِ خود حجاز روانہ

ہوئے اور وہاں کے گورنر غالب پاشا اور انور پاشا سے اس سلسلے میں درخواست کی؛ لیکن قدرت کو یہ منظور نہ تھا اور پوری پلاننگ کا راز ظاہر ہو گیا اور پورے ہندوستان میں سے تقریباً ۲۲۳ تحریک کے ذمے داروں علما اور مسلم لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔

یہ تحریک تاریخ میں "ریشمی رومال" کے نام سے مشہور ہے۔

نوٹ: اس تحریک کی خفیہ تحریر ریشم کے رومال پر لکھی گئی اور اس کے پھول بنا کر پھولوں کی شکل میں ایک دوسرے کے پاس پہنچائی گئی تھی؛ اس لیے اس کا نام "تحریکِ ریشمی رومال" رکھا گیا تھا۔

اس کی یاد میں بھارت سرکار نے پانچ روپیے کی پوسٹ ٹکٹ بھی شائع کی ہے۔

مالٹا یورپ میں ایک جزیرہ ہے جو اس زمانے میں انگریزوں کی حکومت میں تھا، ۲۳ صفر ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا عزیر گلؒ، حکیم نصرت حسین اور مولانا وحید احمد فیض آبادی کو انگریزوں کے کہنے پر حجاز سے گرفتار کر کے یورپ کے جزیرے مالٹا کی ایک جیل میں قید کر لیا گیا اور ۱۹۲۰ء کو جیل سے رہا کر کے یہ حضرات بمبئی پہنچائے گئے۔ (از دیکھی ہوئی دنیا:5)

حضرت شیخ الہندؒ ہی کے شاگردوں نے وطن کی آزادی کے لیے نومبر ۱۹۱۹ء میں جمعیۃ علمائے ہند کو قائم کیا۔

## ترکِ موالات، عدمِ تعاون (Non cooperation) کا فتویٰ

مالٹا سے رہائی کے بعد ستمبر ۱۹۲۰ء کو کلکتہ میں جمعیت علمائے ہند کا ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں عدمِ تعاون اور ترکِ موالات کی تحریک کی بنیاد رکھی گئی، جس کے لیے ملک بھر سے پانچ سو علمائے کرام ومفتیانِ عظام کے پاس فتاویٰ لکھوائے اور اس کو جمع کر کے شائع کیا گیا، جس کی وجہ سے یہ تحریک بہت ہی مضبوطی کے ساتھ چلی اور انگریزوں کے حوصلے پست ہو گئے۔

انگریز حکومت نے ڈر کر اس فتوے کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

## ترکِ موالات اور عدمِ تعاون کی تحریک کیا ہے؟

انگریزوں نے اپنی حکومت کو مضبوط کرنے اور ہندوستانی مصنوعات (Products) اور پہچان کو ختم کرنے کے لیے انگریزی طرز، انگریزی کپڑے، انگریزی مال سامان کو ہندوستان کے لوگوں تک پھیلانا شروع کیا اور انگریزی زبان کی تعلیم کو عام کیا گیا۔

انگریزوں کے اس مشن کو ناکام کرنے کی غرض سے ''ملکی (دیسی) سامان اپناؤ اور غیر ملکی سامان کا بائیکاٹ کرو'' کی تحریک چلائی گئی؛ تا کہ ملک کی صنعت مضبوط ہو اور انگریزوں کی معاشی (Economy) پالیسی کو سخت نقصان پہنچے۔

نومبر ۱۹۲۱ء میں پھر ایک مرتبہ لاہور میں جمعیت کے اجلاس میں اس

تحریک کو تیز بنانے کے لیے جماعتی کنونشن (Convention) تشکیل دیا گیا، اس تحریک کے نتیجے میں ہندوستانیوں نے انگریزی لباس اور غیر ملکی سامان چھوڑنا شروع کیا، انھوں نے برطانوی نوکری سے استعفیٰ دے دیا، ملے ہوئے ایوارڈ واپس کیے؛ یہاں تک کہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی جو اس وقت انگریزی تعلیم سے متاثر ہوگئی تھی، حضرت شیخ الہندؒ نے اس کی بھی مخالفت کی اور ۲۶ / اکتوبر ۱۹۲۰ء کو دہلی میں جامعہ ملیہ قائم کی۔

کیا آج کے حالات میں وطن سے ایسی محبت کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم مکمل طور پر ملک کی بنی ہوئی چیزوں کو اپنا کر ملک کی ترقی میں تعاون کریں؟

(از دیکھی ہوئی دنیا:5)

## دوسری تحریکیں

۱۴/ مارچ ۱۹۲۶ء کو کلکتہ میں جمعیت علمائے ہند کا اجلاس ہوا، حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کی صدارت میں، اس میں مکمل آزادی کی تجویز پاس کی گئی۔

۱۹۳۱ء میں سول نافرمانی کی تحریک چلی جس میں چوالیس ہزار پانچ سو (۴۴۵۰۰) مسلمانوں نے گرفتاریاں دیں۔

1930ء میں تحریکِ سول نافرمانی ونمک آندولن ہوا۔

1942ء میں ہندوستان چھوڑو تحریک (Quit India Movement)

شروع کی۔

غرض کہ ہر طرح کی قربانیاں دیتے ہوئے اور اس مشن اور تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر طرح کی تدبیریں اختیار کرتے ہوئے آگے بڑھے ؛ یہاں تک کہ مسلمانوں کے ساتھ دوسرے دھرم والوں کو بھی شریک کیا، مہاتما گاندھی کو ساتھ لیا اور دوسرے ذمّے داروں کو شریک کر کے محنت و کوشش کی۔

مسٹر موہن داس کرم چند گاندھی گجرات کے پور بندر کے ایک وکیل تھے، ساؤتھ افریقہ سے آ چکے تھے، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندیؒ جب مالٹا کی جیل سے رہا ہو کر تشریف لائے تو آپ نے ایک فارمولہ یہ بھی بتلایا کہ آزادی کی لڑائی میں ہندوؤں کو ساتھ لے کر کام کیا جائے، اس کے لیے ہندوؤں کے لیڈر کے طور پر حضرت شیخ الہندؒ نے مسٹر موہن داس کرم چند گاندھی کو پسند کیا اور حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلیؒ نے ان کو ''مہاتما'' کا لقب دیا، اس وقت سے وہ ''مہاتما گاندھی'' سے مشہور ہو گئے اور سب سے پہلے جمعیتِ علمائے ہند کے فنڈ سے ان کو پورے ملک کا دورہ کرایا گیا؛ تا کہ پورے ملک کے لوگ پہچان لیوے کہ یہ ہمارے آزادی کے لیڈر ہیں۔

سردار ولبھ بھائی پٹیل گاؤں کرم سد ضلع آنند کے رہنے والے تھے، ۱۹۲۸ء میں جب انھوں نے بارڈولی سے کسانوں کی حمایت میں تحریک کا آغاز کیا تو اس تحریک کی تائید کے لیے ڈابھیل مدرسے سے ان کو فتویٰ دیا گیا۔

۱۹۳۰ء میں مہاتما گاندھی نے نمک کی تحریک اٹھا کر ڈانڈی یاترا کی

تو اس موقع پر بھی ڈابھیل مدرسے کی طرف سے ان کی تائید میں تحریر پیش کی گئی۔

ہمارے ان ہی بزرگوں اور بے لوث مسلمانوں کی بے پناہ قربانیوں کے نتیجے میں ۱۴/ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کی درمیانی رات ہندوستان کی آزادی کا اعلان کیا گیا۔

## عجیب وغریب منظر

انگریزوں نے وہ منظر بھی دیکھا کہ ہندوستان کے آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے چہیتے صاحب زادے: مرزا مغل، مرزا خضر سلطان، مرزا ابوبکر اور مرزا عبداللہ کو قتل کر کے ان کے سر خوانچہ (خوان) میں رکھ کر ان کے سامنے پیش کیا گیا تو بادشاہ نے بڑے صبر وضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: الحمدللہ! تیمور کی اولاد سرخ رو ہو کر کے سامنے آیا کرتی ہیں۔

میمن عبدالحبیب یوسف مرفانی نے اپنی ساری دولت نیتا جی سبھاش چندر بوس کی انڈین نیشنل آرمی کو دے دی۔

مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی نے آزادی کی خاطر دردناک سزاؤں کو برداشت کیا۔

ان کے علاوہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ اور بھی بے شمار علماء اور مسلم عوام نے اپنے خونِ جگر سے اس ملک کو آزاد کرایا۔

## اشفاق اللہ خان کو ۲۷ رسال کی عمر میں پھانسی

اشفاق اللہ خان نے للکارتے ہوئے انگریزوں سے یہ کہا تھا:

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے
وقت آنے دے بتا دیں گے تجھے اے آسماں!
ہم ابھی سے کیا بتائیں کیا ہمارے دل میں ہے

انگریزوں کے خلاف سازش کے الزام میں اشفاق اللہ خاں کو پھانسی دی گئی، اس طرح وہ انگریز حکومت کے خلاف کوشش کی سزا میں پھانسی پر چڑھ جانے والے پہلے مجاہد آزادی بن گئے، جس وقت اشفاق اللہ خاں کو پھانسی دی گئی اُس وقت ان کی عمر صرف ۲۷ رسال تھی۔

یہ مسلم قوم ہی ہے جس نے سب سے پہلے آزادی کے لیے آواز اٹھائی۔

## جنگِ آزادی کے چند بڑے بڑے ہیرو

بھارت کی آزادی کے چند حضرات یہ بھی ہیں:

| نمبر شمار | مسلمان مجاہدین کے نام | نمبر شمار | مسلمان مجاہدین کے نام |
|---|---|---|---|
| ۱ | نواب سراج الدولہ | ۲ | مولانا احمد اللہ شاہ فیض آبادی |
| ۳ | شیرِ میسور ٹیپو سلطان شہیدؒ | ۴ | نواب خان بہادر خان |
| ۵ | حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ | ۶ | شاہ عبد القادر لدھیانوی |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۷ | شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ | ۸ | مولانا مملوک علی دیوبندیؒ |
| ۹ | مولانا سید احمد شہیدؒ | ۱۰ | حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ |
| ۱۱ | مولانا ولایت علی صادق پوریؒ | ۱۲ | حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ |
| ۱۳ | سراج الدین محمد بہادر شاہ ظفر | ۱۴ | شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ |
| ۱۵ | مولانا فضلِ حق خیر آبادیؒ | ۱۶ | حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ |
| ۱۷ | شہزادہ فیروز شاہ | ۱۸ | حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ |
| ۱۹ | مولوی محمد باقر شہیدؒ | ۲۰ | حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ |
| ۲۱ | مولانا برکت اللہ بھوپالی | ۲۲ | ڈاکٹر سیف الدین امرتسری |
| ۲۳ | حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ | ۲۴ | حکیم اجمل خان |
| ۲۵ | مولانا احمد سعید دہلویؒ | ۲۶ | مولانا مظہر الحق |
| ۲۷ | شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ | ۲۸ | مولانا ظفر علی خان |
| ۲۹ | مولانا محمد علی جوہرؒ | ۳۰ | مولانا سید محمد میاں |
| ۳۱ | مولانا حسرت علی موہانی | ۳۲ | مولانا محمد حفظ الرحمن سیوہارویؒ |
| ۳۳ | امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ | ۳۴ | مولانا عبد الباری فرنگی محلیؒ |
| ۳۵ | مولانا منظور احسنؒ | ۳۶ | خان عبد الغفار خان |
| ۳۷ | مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ | ۳۸ | مفتی عتیق الرحمن عثمانیؒ |
| ۳۹ | مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ | ۴۰ | مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ |
| ۴۱ | مولانا عنایت اللہ خان صاحب | ۴۲ | ڈاکٹر مختار احمد انصاری |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۴۳ | جنرل شاہنواز خان | ۴۴ | مولانا عبدالقادر دہلویؒ |
| ۴۵ | رفیع احمد قدوائی | ۴۶ | اشفاق اللہ خان |
| ۴۷ | حافظ ضامن شہیدؒ | ۴۸ | مولانا شاہ رفیع الدین دہلویؒ |
| ۴۹ | مولانا سید اسماعیل شہیدؒ | ۵۰ | مولانا شاہ اسحاق دہلویؒ |
| ۵۱ | مولانا عبدالحی بڈھانویؒ | ۵۲ | مولانا ولایت علی عظیم آبادیؒ |
| ۵۳ | مولانا جعفر تھانیسریؒ | ۵۴ | مولانا عبداللہ صادق پوریؒ |
| ۵۵ | مفتی صدرالدین آزردہؒ | ۵۶ | مفتی عنایت احمد کاکوریؒ |
| ۵۷ | مولانا فریدالدین شہید دہلویؒ | ۵۸ | قاضی عنایت احمد تھانویؒ |
| ۵۹ | مولانا فیض احمد بدایونیؒ | ۶۰ | مولانا احمد اللہ مدراسیؒ |
| ۶۱ | مولانا رضی اللہ بدایونیؒ | ۶۲ | مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ |
| ۶۳ | مولانا شوکت علی رامپوریؒ | ۶۴ | مولانا سیف الرحمن کابلیؒ |
| ۶۵ | مولانا وحید احمد فیض آبادی | ۶۶ | مولانا عزیر گل پیشاوریؒ |
| ۶۷ | مولانا حکیم نصرت حسین فتح پوریؒ | ۶۸ | مولانا ابوالمحاسن سجاد پٹنویؒ |
| ۶۹ | مولانا احمد علی لاہوریؒ | ۷۰ | مولانا عبدالحلیم صدیقیؒ |
| ۷۱ | مولانا نورالدین بہاریؒ | ۷۲ | نواب شجاع الدولہ |
| ۷۳ | مولانا منیر نانوتویؒ | ۷۴ | مولانا عبدالحق مدنیؒ |
| ۷۵ | شاہ معین الدین اجمیریؒ | ۷۶ | مولانا فخرالدین مرادآبادیؒ |
| ۷۷ | مولانا شبیر احمد عثمانیؒ | ۷۸ | احمد شاہ ابدالیؒ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۷۹ | حافظ عابد حسینؒ | ۸۰ | مولانا عبدالماجدؒ |
| ۸۱ | مولانا حبیب الرحمن عثمانی | ۸۲ | حیدر علی خانؒ (ٹیپو سلطان کے والد) |
| ۸۳ | مولانا مغفورؒ | ۸۴ | علی وردی (سراج الدولہ کے نانا) |
| ۸۵ | مولانا عنایت علی عظیم آبادیؒ | ۸۶ | مولانا سرفراز احمدؒ |
| ۸۷ | مولانا احمد اللہ عظیم آبادیؒ | ۸۸ | مولانا یحییٰ علیؒ |
| ۸۹ | مولانا عبدالرحیم صادق پوریؒ | ۹۰ | مفتی مظہر کریم دریا آبادیؒ |
| ۹۱ | حافظ رحمت خانؒ | ۹۲ | مولانا محمد احمد چکوالیؒ |
| ۹۳ | مولانا احمد اللہ پانی پتیؒ | ۹۴ | مولانا فضل محمودؒ |
| ۹۵ | شیخ عبدالرحیم سندھیؒ | ۹۶ | ڈاکٹر احمد انصاریؒ |
| ۹۷ | مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ | ۹۸ | مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ |
| ۹۹ | مولانا آزاد سبحانیؒ | ۱۰۰ | سید سلیمان ندویؒ |
| ۱۰۱ | نواب مظفر الدولہؒ | ۱۰۲ | مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ |
| ۱۰۳ | مولانا محمد عارف ہسویؒ | ۱۰۴ | مولانا منّت اللہ رحمانیؒ |
| ۱۰۵ | مولانا فرحت علیؒ | ۱۰۶ | نواب میر قاسم |
| ۱۰۷ | مولانا لیاقت علی خان | ۱۰۸ | مولانا محمد شیر وجیؒ |
| ۱۰۹ | مولانا شبلی نعمانیؒ | ۱۱۰ | شیخ عبدالرحمن حیدرآبادیؒ |
| ۱۱۱ | سید محمد علی رامپوری | ۱۱۲ | مولانا محمد قاسم پانی پتیؒ |
| ۱۱۳ | مولانا سید نصیر الدین دہلویؒ | ۱۱۴ | مولانا الٰہی بخش عظیم آبادیؒ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۱۵ | مولانا عبدالکریم عظیم آبادیؒ | ۱۱۶ | مولانا رحمت اللہ غازی صادق پوری |
| ۱۱۷ | قاضی سرفراز علی شاہ جہاں پوریؒ | ۱۱۸ | قاضی عبدالجلیل شہید علی گڑھی |
| ۱۱۹ | مولانا کفایت علی مرادآبادیؒ | ۱۲۰ | مولانا نثار احمد کانپوریؒ |
| ۱۲۱ | سرسید احمد خان | ۱۲۲ | ڈاکٹر ذاکر حسین |
| ۱۲۳ | علامہ اقبالؒ | ۱۲۴ | مولانا غلام محمد دین پوریؒ |
| ۱۲۵ | بیگم حضرت محل | ۱۲۶ | بیگم حبیبہ |
| ۱۲۷ | بیگم رحیمہ | ۱۲۸ | اصغری بیگم |
| ۱۲۹ | بیگم نشاط النساء | ۱۳۰ | امجدی بیگم |
| ۱۳۱ | شفاعت النساء بیگم | ۱۳۲ | |

ان تمام ہستیوں کے علاوہ اور بھی لاکھوں مسلمانوں نے جنگِ آزادی میں اپنا خون بہایا ہے۔

## دہلی کے انڈیا گیٹ پر مجاہدینِ آزادی کے نام

دہلی کے انڈیا گیٹ پر آزادی کے جن مجاہدین کے نام لکھے گئے ہیں ان میں سے 65 فیصد مسلم مجاہدینِ آزادی ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

| | |
|---|---|
| جب وطن کو خوں کی ضرورت پڑی | تو سب سے پہلے ہماری ہی گردن کٹی |
| پھر بھی کہتے ہیں یہ اہلِ چمن | یہ چمن ہمارا ہے ، تمھارا نہیں |

## یادداشت